ذوالقعدہ—ذوالحجہ 1445ھ | مئی—جون 2024ء
شمارہ-78

نصرۃ میگزین

اے مسلم ممالک کی افواج! بس بہت ہو گیا! کیا آپ غزہ ہاشم کی مدد کرنے کے لئے حکمران کے حکم کے انتظار میں بیٹھے رہیں گے!

لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْ الكعبة

یقیناً اللہ کے نزدیک ایک مومن کی حرمت خانہ کعبہ کی حرمت سے بڑھ کر ہے

امریکہ یہودی وجود کو عرب اور مسلم ممالک پر بادشاہ کی حیثیت سے تاج پہنانا چاہتا ہے

غزہ میں معصوم بچے زندہ رہنے کے لیے جانوروں کا چارہ کھانے پر مجبور ہیں!

فہرست

اداریہ 3

تفسیر سورۃ البقرۃ۔(260-258) 7

حکمرانوں نے ہمیں دیا ہی کیا ہے سوائے اس کے کہ ہمیں خون میں لت پت چھوڑ دیا؟ 22

بائیڈن کے 2024 کے اسٹیٹ آف دی یونین خطاب نے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ امت کے پاس یہ موقع ہے کہ وہ خلافت کے دوبارہ قیام کے ذریعے انسانیت کی قیادت کا دعویٰ کرے! 30

امریکہ یہودی وجود کو عرب اور مسلم ممالک پر بادشاہ کی حیثیت سے تاج پہنانا چاہتا ہے 34

خوش نما جھوٹ 37

قرآن کریم کا معجزہ، انسانوں اور جنوں کو چیلنج کرنا، صرف اس کی ترکیب کے پہلو میں مضمر ہے 40

آزمائشوں کی دنیا 47

اے مسلم ممالک کی افواج! بس بہت ہو گیا! کیا آپ غزہ ہاشم کی مدد کرنے کے لئے حکمران کے حکم کے انتظار میں بیٹھے رہیں گے! 51

ہندوستان کا شہریت (ترمیمی) ایکٹ، خلافت راشدہ کی فوری بحالی کی ضرورت کی نشاندہی کرتا ہے، جو کہ امت کی ڈھال ہے 57

سوال وجواب: سونے کے زیوات کو کرایہ پر دینا 61

سوال وجواب: حدیثِ مبارکہ ہے کہ «إِنَّ الإِسْلاَمَ يَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهُ» "اسلام اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے" 68

سوال کا جواب: غزہ کی جنگ ختم ہونے کے بعد تجویز کردہ مختلف حل 73

میڈیا پیغام:: غزہ میں معصوم بچے زندہ رہنے کے لیے جانوروں کا چارہ کھانے پر مجبور ہیں! 86

اداریہ

مسلم افواج پر لازم ہے کہ وہ غزہ کی حمایت میں متحرک ہو کر امت مسلمہ کا ساتھ دیں۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

«الْمُسْلِمُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ إِنْ اشْتَكَى عَيْنُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ»

"مسلمان جسم ایک کی مانند ہیں، اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر سر میں تکلیف ہو تو اس کا سارا جسم بے قرار رہتا ہے" (مسلم)

درحقیقت مسلمانوں نے تمام تر مشکلات کے باوجود، جو کچھ بھی ان کے اختیار میں تھا، اپنی مقدور بھر کوشش کی ہے۔ مسلمانوں نے ان کمپنیوں کا سختی سے بائیکاٹ کیا ہے جو یہودی وجود کے ساتھ کام کر رہی ہیں، جس سے ان کمپنیوں کو اربوں ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔ امت کے نوجوانوں نے بے روزگاری کے باوجود ایسی کمپنیوں میں اچھی تنخواہ والی ملازمتوں کے مواقعوں کو مسترد کر دیا۔ مسلمانوں نے سوشل میڈیا پر پابندیوں کے باوجود غزہ کے مسلمانوں کے مصائب کے حوالے سے بیداری پیدا کرنے کے لیے انتھک محنت کی ہے۔ مسلمانوں نے غربت کے باوجود غزہ کے مسلمانوں کی مدد کے لیے بڑے پیمانے پر فنڈز اکٹھے کیے ہیں۔ پوری عالم اسلام میں امت حکمرانوں کے خلاف مظاہرے کر رہی ہے، ان کے ظلم و ستم، دھمکیوں، غنڈوں اور آنسو گیس کا منہ توڑ جواب دے رہی ہے۔ تو کیا مسلمانوں کی فوجوں پر یہ لازم نہیں کہ وہ غزہ کی حمایت میں مسلمانوں کا ساتھ دیں؟

مسلمانوں کی افواج پر لازم ہے کہ وہ مسلم دنیا کے مجرم حکمرانوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں جو یہودی وجود کا مکمل ساتھ دے رہے ہیں۔ مسلم دنیا کے حکمرانوں نے غزہ کی حمایت کے اپنے فرض سے مجرمانہ غفلت برتی ہے حالانکہ وہ اجتماعی طور پر تیس لاکھ مسلم افواج کی کمان کر رہے ہیں۔ اس سے بھی بدتر بات یہ ہے کہ حکمران، چاہے وہ

غزہ کے قریب ہوں یا دور، یہودی وجود کی بقاء کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ جہاں تک عرب دنیا کے حکمرانوں کا تعلق ہے، وہ یہودیوں کو اس کے ٹینکوں اور لڑاکا طیاروں کے لیے ایندھن فراہم کر رہے ہیں، جبکہ دوسری جانب وہ مسلمانوں پر آنسو گیس پھینک رہے ہیں جو ان کی غداری کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔ جہاں تک ترک حکمران کا تعلق ہے، اس نے صیہونی دشمن کے ساتھ تجارت جاری رکھی ہوئی ہے، اور بحری جہازوں میں ضروری سازو سامان بھیج رہا ہے۔ اور جہاں تک پاکستان کے حکمرانوں کا تعلق ہے، وہ دنیا کی سب سے مضبوط مسلم فوج کو یہودی وجود کے خاتمے سے روک رہے ہیں، جبکہ امریکہ کے "دو ریاستی حل" کی مکمل حمایت کر رہے ہیں، جس کے تحت فلسطین کے بیشتر حصے پر یہودی قبضے کو قبول کر لیا جائے گا۔ 23 نومبر 2023 کو، فوج کے میڈیا ونگ کی پریس ریلیز PR-ISPR-2023/196 میں، فوجی قیادت نے، "دو ریاستی حل کی حمایت کرنے کی پاکستان کے اصولی موقف کا اعادہ کیا۔" تو کیا مسلمانوں کی فوجوں پر یہ لازم نہیں ہے کہ وہ ان حکمرانوں کو اکھاڑ پھینکیں جو اپنے جرائم کی انتہائی حد پار کر چکے ہیں؟

خلافت کو دوبارہ قائم کرنا مسلمانوں کی فوجوں پر لازم ہے جو کہ غزہ اور غزہ سے باہر ہر جگہ مسلمانوں کی ڈھال ہے۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ»

"امام (خلیفہ) ڈھال ہے، جس کے پیچھے تم لڑتے ہو، اور اپنی حفاظت کرتے ہو" (بخاری)

یہ حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت راشدہ تھی جس نے فلسطین کو اسلام کے لیے فتح کیا تھا۔ یہ خلافت ہی تھی جس نے صلاح الدین ایوبیؒ کو فلسطین کو صلیبیوں سے آزاد کرانے کے لیے بھیجا تھا۔ یہ عبدالحمید ثانیؒ کی خلافت تھی جس نے 18 مئی 1901 میں فلسطین میں زمین خریدنے کی صیہونی کوششوں کو مسترد کر دیا تھا، اور خلیفہ نے اعلان کیا تھا کہ "میں فلسطین کی زمین کا ایک انچ بھی نہیں چھوڑ سکتا، کیونکہ یہ میری ملکیت نہیں ہے، بلکہ یہ امت اسلامیہ کی ملکیت ہے۔ میرے لوگوں نے اس سرزمین کے لیے جنگ لڑی اور اسے اپنے خون سے سیراب کیا۔" اب امت کے پاس

خلافت کی ڈھال نہیں ہے۔اس کے بجائے ایسے حکمران ہیں جو مسلمانوں کے دشمنوں کے لیے ڈھال ہیں اور مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھاتے ہیں۔تو کیا مسلمانوں کی فوجوں پر یہ فرض نہیں ہے کہ وہ خلافت راشدہ کے دوبارہ قیام کے لیے اپنی نصرۃ فراہم کریں؟

اے پاکستان کے مسلمانو! ہمیں اپنی فوجوں سے خلافت دوبارہ قائم کرنے اور غزہ کے لیے متحرک ہونے کا مطالبہ کرنا چاہیے۔ ہمیں ہر فوجی افسر کو اس عظیم انعام کے بارے میں یاد دلانا چاہیے جو اس جنگجو کا انتظار کر رہا ہے جو اسلام کی حکمرانی کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے اپنی نصرۃ فراہم کرے گا۔ ہمیں انہیں سعد بن معاذؓ کی سیرت یاد دلانی چاہیے جنہوں نے مدینہ منورہ میں اسلام کی حکمرانی کے لیے رسول اللہ ﷺ کو نصرۃ فراہم کی تھی۔ ہمیں انہیں سعدؓ کے جنازے کی یاد دلانی چاہیے، جب رسول اللہ ﷺ سے سعد بن معاذؓ کی میت کے ہلکے ہونے کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«ما يمنعه أن يخفَّ وقد هبط من الملائكة كذا وكذا لم يهبطوا قط قبل يومه قد حملوا معكم»

"سعدؓ کے جسم کے ہلکے ہونے کی اور کوئی وجہ نہیں مگر یہ کہ فلاں فلاں فرشتے تھے، جو اترے اور اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ وہ فرشتے پہلے کبھی نہیں اترے تھے" (طبقات میں ابن سعد نے روایت کی ہے)۔

ہمیں اپنے فوجی افسران اور جوانوں کو وہ خوشخبری یاد دلانی چاہیے جو رسول اللہ ﷺ نے سعدؓ کی غمزدہ ماں کو دی تھی:

«ليرقأ (لينقطع) دمعك، ويذهب حزنك، فإن ابنك أول من ضحك الله له واهتز له العرش»

"آپ کے آنسو تھم جائیں گے اور آپ کا غم ہلکا ہو جائے گا اگر آپ کو معلوم ہو کہ آپ کا بیٹا وہ پہلا شخص ہے جس پر اللہ تعالیٰ مسکرایا اور اس کا عرش (خوشی سے) کانپ گیا۔" (الطبرانی نے روایت کیا)۔

اے مسلح افواج کے مسلمانو! کیا سعد بن معاذؓ سے بڑھ کر کوئی فوجی خدمت ہو سکتی ہے؟ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے مطابق مدینہ میں ایک حکومت کے قیام کے لیے رسول اللہ ﷺ کو اپنی نصرۃ فراہم کی۔ انہوں نے دشمنوں پر فتح حاصل کی۔ ان کی نماز جنازہ پر فرشتے اتارے گئے۔ اُن کی روح کو پا کر اللہ تعالیٰ مسکرایا اور اس کا عرش خوشی سے لرز اٹھا۔ غزوہ بدر میں سعد بن معاذؓ کے الفاظ کی آپ پیروی کریں، جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے واضح الفاظ میں کہا:

«فوالذي بعثك، لو استعرضت بنا هذا البحر فخضته لخضناه معك، وما تخلَّف منا رجل واحد، وما نكره أن تلقى بنا عدونا غداً. إنا لصبر في الحرب صدق في اللقاء. لعل الله يريك منا ما تَقَرُّ به عينك، فسر بنا على بركة الله»

"اس (اللہ) کی قسم جس نے آپ ﷺ کو بھیجا ہے، اگر آپ ﷺ ہم سے اس سمندر کو عبور کرنے کو کہیں اور آپ اس میں ڈوب جائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں ڈوب جائیں گے۔ کوئی آدمی پیچھے نہیں رہے گا۔ ہم کل اپنے دشمن سے ملنے کے خیال کو ناپسند نہیں کرتے۔ ہم جنگ میں تجربہ کار ہیں، لڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ ہمارے ذریعے آپ کو کوئی ایسی چیز دکھائے جس سے آپ ﷺ کو خوشی ملے، لہٰذا آپ ﷺ ہمیں اللہ کی رحمت کی جانب لے جائیں"

تو اے مسلم افواج! بدر کی روح کو بیدار کرو اور متحرک ہو جاؤ۔

فہرست

تفسیر سورۃ البقرۃ۔(258-260)

جلیل القدر عالم دین شیخ عطاء بن خلیل ابو الرشتہ کی کتاب "التیسیر فی اصول التفسیر" سے اقتباس

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ط وَاللَّهُ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (258) أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ط فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ج قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ط قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ط وَانظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ج فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (259) وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ج قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ط وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (260) ﴾

"کیا تم نے اس شخص (کے حال) پر غور کیا جس کو اللہ نے سلطنت کیا دے دی تھی کہ وہ اپنے پروردگار (کے وجود ہی) کے بارے میں ابراہیم سے بحث کرنے لگا؟ جب ابراہیمؑ نے کہا کہ: "میرا پروردگار وہ ہے جو زندگی بھی دیتا ہے اور موت بھی" تو وہ کہنے لگا کہ: "میں بھی زندگی دیتا ہوں اور موت دیتا ہوں"۔ ابراہیمؑ نے کہا: "اچھا! اللہ تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، تم ذرا اسے مغرب سے تو نکال کر لاؤ"۔ اس پر وہ کافر مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (258) یا (تم نے) اس جیسے شخص (کے واقعے) پر (غور کیا) جس کا ایک بستی پر ایسے وقت گذر ہوا جب وہ چھتوں کے بل گری پڑی تھی؟" اس نے کہا کہ "اللہ اس بستی کو اس کے مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟" پھر اللہ نے اس شخص کو سو سال تک کے لیے موت دی، اور اس کے بعد زندہ کر دیا۔ (اور پھر) پوچھا کہ تم کتنے عرصے تک (اس حالت میں) رہے ہو؟ اس نے کہا: "ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ!"، اللہ نے کہا: "نہیں! بلکہ تم سو سال اسی

طرح رہے ہو۔ اب اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ وہ ذرا نہیں سڑیں۔ اور (دوسری طرف) اپنے گدھے کو دیکھو (کہ گل سڑ کر اس کا کیا حال ہو گیا ہے) اور یہ ہم نے اس لیے کیا تاکہ ہم تمہیں لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کا) ایک نشان بنا دیں۔ اور (اب اپنے گدھے کی) ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم کس طرح انہیں اُٹھاتے ہیں، پھر ان کو گوشت کا لباس پہناتے ہیں! "چنانچہ جب حقیقت کھل کر اس کے سامنے آگئی تو وہ بول اٹھا کہ "مجھے یقین ہے اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"۔ (259)

اور (اس وقت کا تذکرہ سنو) جب ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ: میرے پروردگار! مجھے دِکھایئے کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں؟ اللہ نے کہا: "کیا تمہیں یقین نہیں؟" کہنے لگے: "یقین کیوں نہ ہوتا؟ مگر (یہ خواہش اس لیے کی ہے) تاکہ میرے دل کو پورا اطمینان حاصل ہو جائے"۔ اللہ نے کہا: "اچھا! تو چار پرندے لو، اور انہیں اپنے سے مانوس کر لو، پھر (ان کو ذبح کر کے) ان کا ایک ایک حصہ ہر پہاڑ پر رکھ دو، پھر ان کو بلاؤ، وہ چاروں تمہارے پاس دوڑے چلے آئیں گے۔ اور جان رکھو کہ اللہ پوری طرح صاحبِ اقتدار بھی ہے، اور اعلیٰ درجے کی حکمت والا بھی"۔ (260)

ان آیات میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ وہ طاغوت کے بارے میں ایمان والوں کو اپنے موقف میں کس طرح ثابت قدمی عطا کرتے ہیں، نیز بیان فرماتے ہیں کہ کفار کی دلیل باطل اور بے اثر ہے۔

پھر اللہ سبحانہ اپنی مخلوق کی تخلیق میں اپنی عظمت اور مردوں کو زندہ کرنے کے دلائل بیان فرماتے ہیں اور اس بات کے دلائل کہ اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے اور یہ کہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

1۔ پہلی آیت میں اللہ سبحانہ نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایک سرکش کافر کی حجت بازی کا ذکر کیا ہے۔ اس کافر نے بجائے اس کے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی بادشاہی پر اس کا شکر ادا کرتا، الٹا تکبر اور کفر کیا، بلکہ اپنے آپ کو خدا کہہ دیا۔

جب ابراہیم علیہ السلام نے اس کے خلاف یہ دلیل پیش کی کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرتا ہے تو اس سرکش نے بحث کر کے ان کی اس بات کو مسترد کر دیا اور اپنے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا کہ وہ بھی جِلاتا اور مارتا ہے، اور اس نے اس کی صورت یہ بنائی کہ وہاں موجود ایک بے گناہ کو لا کر قتل کیا اور ایک مجرم کو معاف کر دیا جو کہ ایک گمراہ کن دلیل

تھی، تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو یہ بات سمجھائی کہ وہ ایسی منہ توڑ دلیل پیش کریں جس کے بعد اس سرکش کو کوئی دلیل اور بہکاوا کام نہ دے سکے۔

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے اسے بتایا کہ جس اللہ کو میں نے اپنا معبود مانا ہوا ہے، وہ وہی ہے جو مشرق سے سورج طلوع کرتا ہے، تو اگر وہ سرکش واقعی معبود ہے تو وہ اس سورج کو مغرب سے طلوع کر کے دکھائے۔

اس موقع پر سرکش بادشاہ کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور چشمِ بینا رکھنے والوں پر یہ حق واضح ہو گیا کہ کافر لوگ حقیقتوں کو الٹ پلٹ کرتے اور پیمانوں کو تبدیل کرتے ہیں یعنی چیزوں کو بے جا استعمال کرتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ پیدا کرنے والے، زندہ کرنے والے اور مار ڈالنے والے اللہ پر ایمان لاتے، الٹا اس سے کفر کرتے ہیں اور ظالمانہ طریقے سے اس کی مخلوقات میں سے اپنے لیے معبود بنا لیتے ہیں۔ اور وہ کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں!

(أَلَمْ تَرَ) استفہام کا ہمزہ نفی سے انکار اور نفی کی بقا دونوں کے لیے ہے، یعنی کیا تو نے اس کو دیکھا جس نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ حجت بازی کی تھی، اس سوالیہ انداز میں تعجب کے معنی پوشیدہ ہیں، اور یہاں دیکھنا قلبی طور پر مراد ہے یعنی ذہنی و فکری اور بصیرت و آگاہی کے معنی میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد حرف **(اِلیٰ)**(کی طرف)لائے ہیں، **(أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ)** اور عرب لوگ ایسا اس وقت کرتے ہیں جب کسی آدمی کی کوئی ناگوار بات دیکھ کر تعجب کا اظہار کرنا چاہیں، ایسے وقت میں وہ کہتے ہیں کہ دیکھتے نہیں ہو اس کو؟ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس جیسا کوئی دیکھا ہے!

﴿الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ﴾ ''وہ جس نے ابراہیم کے ساتھ بحث کی تھی" یہ شخص نُمرود تھا، اس نام میں نون پر پیش ہے اور آخر میں 'د' یا 'ذ' (نُمروذ) ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح منقول ہے۔

وہ جو جھگڑا کر رہا تھا، قرآن میں اس کو حجت بازی کہا گیا، حجت میں دلیل ہوتی ہے جبکہ وہ جو دعویٰ کرتا تھا، اس کے پاس اس کی دلیل نہیں تھی، تاہم اس کو حجت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس ملعون سرکش نے اس کو بطور دلیل کے پیش

کیا تھا، اس طرح کے موقع پر بحث کرنے والے کفار جو باتیں کرتے ہیں، ان پر حجت کا اطلاق کیا جاتا ہے اور یہ درست ہوتا ہے، اگرچہ ان کی باتیں دلیل کی حیثیت نہیں رکھتیں، لیکن وہ جھگڑے اور بحث کے دوران اس کو دلیل کی نظر سے پیش کرتے ہیں، یہ اس طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿**يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتْ التَّوْرَاةُ وَالإِنجِيلُ إِلاَّ مِنْ بَعْدِهِ أَفَلاَ تَعْقِلُونَ**﴾ "اے اہل کتاب! تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو، حالانکہ تورات اور انجیل ان کے بعد ہی تو نازل کی گئی تھیں، کیا تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں ہے؟ (آل عمران؛ 3:65) اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ﴿**هَاأَنْتُمْ هَؤُلاَءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ**﴾ "دیکھو! یہ تم ہی تو ہو جنہوں نے اُن معاملات میں اپنی سی بحث کر لی ہے جن کا تمہیں کچھ نہ کچھ علم تھا۔ اب ان معاملات میں کیوں بحث کرتے ہو جن کا تمہیں سرے سے کوئی علم ہی نہیں ہے؟" (آل عمران؛ 3:66) اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ﴿**حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ**﴾ "ان کی بحث باطل ہے" (الشوریٰ:16)

﴿**أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ**﴾ یعنی اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بادشاہی دی تھی، یہاں لام کو حذف کر دیا گیا ہے، حرف (**اَن**) اور (**اَنَّ**) کے بعد بہت زیادہ اس کو حذف کیا جاتا ہے، تاکہ تعلیل (علت بیان کرنا) سمجھی جائے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا اس کو بادشاہی عطا کر دینے سے اس سرکش کی جرأت ہوئی، وہ کبر و غرور اور اکڑپن اور جبر و ظلم پر اُتر آیا، بجائے اس کے کہ وہ اللہ کی نعمت پر شکر ادا کرتا، الٹا اس نے کفر کیا اور خود اپنے آپ کو خدا کہا اور اللہ تعالیٰ کی شان میں مجادلہ کیا ﴿**وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ**﴾ "اور (کافروں) کا حال یہ ہے کہ یہ اللہ ہی کے بارے میں بحثیں کر رہے ہیں، حالانکہ اس کی طاقت بڑی زبردست ہے"۔ (الرعد: 13) لفظ (**المحال**) ایسا ہے جیسے **الکتاب**، اس کے معنی چال، تدبیر اور قوت و طاقت کے ہیں۔

﴿**إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِ وَيُمِيتُ**﴾ "**جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے**"۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ دلیل دینی شروع کی مگر سرکش نے تکبر اور ضد و عناد کا مظاہرہ کیا اور کہا کہ

میں بھی زندہ کر سکتا ہوں اور مارتا ہوں، کہ کسی کو معاف کر دوں اور کسی کو قتل کروں (**قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ**) " **کہنے لگا کہ: "میں بھی زندگی دیتا ہوں اور موت دیتا ہوں"**۔اس کے باوجود کہ اس کا ذکر کردہ جواب ابراہیم علیہ السلام کی دلیل کا جواب نہیں بنتا تھا، کیونکہ زندہ کرنے والا تو وہ ہوتا ہے جو کسی چیز کو نیست سے ہست کر دے، نمرود نے جو کچھ کیا، اس کو زندہ کرنا نہیں کہا جاتا یا نیست سے ہست کرنا نہیں کہتے، یہ اس کی ایک ضد تھی۔

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے حکمت سے کام لیتے ہوئے نمرود کی بات سن کر اس سے اُلجھ نہیں گئے، کہ نہیں جی یہ مردہ کو زندہ کرنا تو نہیں بلکہ ابراہیم علیہ السلام نے زندہ کرنے والے اور مارنے والے کے لیے ایک حسی مثال پیش کی، وہی اس پر قادر ہے کہ وہ ایک چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کر دے جو پہلی حالت کے بالکل مخالف ہو، اور ایک بالکل نئی تخلیق کر دے، سو فرمایا: ﴿**فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ**﴾ "تو اللہ تعالیٰ تو مشرق سے سورج کو طلوع کرتا ہے، اب تو اس کو مغرب سے طلوع کر کے دکھا"۔اس موقع پر وہ ضدی کافر ہکا بکا رہ گیا، یہاں اس کی چالبازی اور حجت بازی یا ضد وعناد بالکل کام نہ دے سکا، اس دلیل سے یہ واضح ہو گیا کہ سرکش بادشاہ کی حجت بے سروپا تھی۔

﴿**فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ**﴾ "وہ کافر ہکا بکا رہ گیا"۔یعنی وہ مغلوب ہو گیا اور اس کی بولتی بند ہو گئی، اس دلیل نے اس کی ایسی گرفت کی کہ وہ بالکل مبہوت اور حیران ہو کر رہ گیا، یہ دلیل ایسی تھی کہ اس کے گلے پڑ گئی اور اسے جان چھڑانے کا کوئی راستہ نظر نہ آیا۔

ظالموں کا ہمیشہ سے یہی وتیرہ رہا ہے، درست حجت اور حقیقی دلیل کی طرف ان کا ذہن جاتا ہی نہیں جس کی کوئی قیمت ہو، کوئی وزن ہو، بلکہ آپ دیکھتے ہیں کہ بے دلیل باتوں کو گھڑ لیتے ہیں جن کو وہ دلیل خیال کرتے ہیں جبکہ وہ بالکل باطل اور بودی ہوتی ہیں، ایسے لوگ ظالم ہوتے ہیں جو چیزوں کو بے موقع استعمال کرتے ہیں اور حقائق اور پیمانوں کو تبدیل کرتے ہیں ﴿**وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ**﴾ "اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا"۔

2۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اگلی آیات کریمہ میں ایسی واضح نشانیاں ذکر فرماتے ہیں جو اس بات کے عظیم دلائل ہیں کہ خالق جل وعلا مردوں کو زندہ کرنے کی پوری طرح قدرت رکھتا ہے، تاکہ ایمان لانے والوں کے لیے حجت بنیں، ان

کے لیے بھی جنہوں نے ان نشانیوں کا حسی طور پر بچشم خود مشاہدہ کیا اور ان کے لیے بھی جن تک یہ نشانیاں بطور ایک روایت کے پہنچیں، یعنی اللہ کی عظیم کتاب قرآن مجید کی آیات مبارکہ ان نشانیوں کو بیان کرتی ہیں، جن سے اللہ کی عظمت و جلال اور اس کی عظمتِ شان بخوبی معلوم ہوتی ہے۔

﴿اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى شَئٍ قَدِيْر﴾ ”بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"۔ یہ عظیم نشانیاں اسی آیت کریمہ میں مذکور ہیں، یہ ایک گاؤں کے پاس سے گزرنے والے ایک شخص کا واقعہ ہے، وہ گاؤں مکمل طور پر تباہ شدہ تھا، اس کی چھتیں زمین پر گری ہوئی اور وہ کھنڈر بن چکا تھا، رہائشیوں سے یکسر خالی رہ گیا تھا، اس گاؤں کی یہ بربادی اور زبوں حالی اور رہائشیوں سے اس کو خالی دیکھ کر اسے تعجب ہوا اور خود سے سوال کرتے ہوئے کہا: یہ گاؤں جو اس سے پہلے ایک جیتا جاگتا اور ہنستا بستا گاؤں تھا، اس میں مکانات بھی تھے اور لوگ بھی آباد تھے، اس کی اسی پہلی حالت پر اللہ تعالیٰ اس کو کیسے لوٹائے گا؟

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو سو سال تک موت دے رکھی پھر اس کے بعد ان کو دوبارہ زندہ کیا، جب بیتے گئے زمانے کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے سوچا کہ یہ بس ایک دن یا دن کے کچھ وقت سے زیادہ نہیں تھا، تو اسے بتلایا گیا کہ آپ نے سو سال کا طویل زمانہ گزارا ہے، پھر انہیں اپنے معاملے میں سوچنے کا حکم دیا گیا اور یہ کہ اپنے سامان اور توشے کا جائزہ لے، اس کا کھانا پینا پورے سو سال کے دورانیے میں گل سڑ نہیں گیا تھا جبکہ اس دوران اس کا گدھا مر گیا تھا اور اس کی ہڈیاں کھوکھلی ہو کر رہ گئی تھیں، اس کے اعضاء الگ الگ ہو گئے تھے۔

پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں آگاہ کیا کہ ان کا مارا جانا اور دوبارہ ان کا زندہ کیا جانا اور جو ان کے توشہ اور گدھے کے ساتھ کیا گیا، ان سب کا مقصد خود ان کے لیے اور ان کی قوم کے لیے جنہوں نے ان کو موت سے پہلے اور بعد میں دیکھا تھا، ایک عبرت اور دلیل ہے، اور ان سب کے لیے بھی جو بعد میں آئیں گے اور اس واقعہ سے متعلق اللہ کے پیغمبر صلوات اللہ علیہم ان کو بتائیں گے تا کہ وہ یقین کرنے والے بن جائیں۔

یہ بڑا عجیب کام تھا جو صرف خالق ارض و سماء ہی کر سکتا ہے، وہ ذات جو سو سال تک کھانے پینے کے سامان کو گل سڑ جانے سے بچاتی ہے اور گدھے کو مار ڈالتی ہے، یہ سب کچھ ایک ہی وقت میں ہوا۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس سے بھی زیادہ عجیب اور بڑی بات اس کو دکھاتا ہے، چنانچہ اس نے مشاہدہ کیا کہ گدھے کی ہڈیاں باہم اکٹھی ہو رہی ہیں اور زمین سے اٹھ اٹھ کر اس کے جسم میں اپنی اپنی جگہ واپس جا رہی ہیں، پھر اس پر گوشت چڑھایا جا رہا ہے اور گدھا سو سال پہلی والی حالت پر ہو جاتا ہے۔

یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور وہ بچشم خود اس کا مشاہدہ کیے جا رہا تھا، اور وہ قوت والے زبردست اللہ خالق الباری پر قوی ایمان رکھ کر اس کی تعظیم سے سرشار ہو کر بول اٹھتا ہے: ﴿**فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ**﴾ "جب اس کے سامنے معاملہ واضح ہوا تو وہ بول اٹھا کہ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے"۔

(او) عطف کے لیے ہے اور یہ معنوی طور پر محل پر عطف ہے، یہ گویا ایسا ہے کہ: کیا تو نے اس کو دیکھا تھا جس نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ حجت بازی کی تھی یا اس کو دیکھا تھا جو ایک گاؤں کے پاس سے گزرا جس کی چھتیں گری ہوئی تھیں۔

(مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ) اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہمیں اس کے بارے میں نہیں بتایا کہ اس گاؤں کے پاس سے گزرنے والا کون تھا یا وہ گاؤں کونسا گاؤں تھا؟ اسی طرح مجھے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بھی نہیں ملی، البتہ بعض صحابہ اور تابعین سے کچھ روایات منقول ہیں جو یہ تعین کرنے میں باہم مختلف ہیں۔ یہ معلومات کوئی اہم بات نہیں، کیونکہ آیت میں سلسلہ کلام میں زندہ کرنے اور دوبارہ اٹھانے پر توجہ مرکوز رکھی گئی ہے کیونکہ یہی غور و فکر کا محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی کو یہاں بیان کیا ہے اور اس کو لوگوں کے لیے ایک نشانی بنائی ہے، اس لیے جس حد تک اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے، ہم بھی اس کو کافی سمجھتے ہیں۔

(وَهِيَ خَاوِيَةٌ) **(خاوية)** کے معنی: اس میں کوئی نہیں، یہ عربوں کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ: **خَوَتِ الدارُ تَخوِى خَوِيًا**۔

(عَلَى عُرُوشِهَا) یعنی وہ بستی چھتوں کے بل آ گری ہوئی تھی، بایں طور کہ پہلے چھتیں گر چکیں پھر دیواریں ان پر آ گری تھیں۔

عريش: گھر کی چھت اور ہر وہ چیز جو سایہ حاصل کرنے کے لیے بنائی جائے، اسی سے **عريش الدالية** ہے۔ اسی طرح ﴿**وَ مِمَّا يَعرِشُونَ**﴾ ''اور جو وہ چھتیں بناتے ہیں" (النحل: 68)

﴿**قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا**﴾ مر جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو کس طرح دوبارہ زندہ کرے گا۔

﴿ **ثُمَّ بَعَثَهُ** ﴾ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کر دیا۔

﴿ **قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ** ﴾ "اس نے کہا: ایک دن یا دن کا کچھ حصہ گزار چکا ہوں'' گویا اس نے یہ خیال کیا کہ وہ سو کر اٹھ گیا ہے، عام طور پر نیند اس سے زیادہ نہیں ہوتی، شاید جس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا ،اس نے سورج کو دیکھا کہ ابھی ڈوب نہیں گیا، اس لیے اس نے وہ بات کی۔

﴿**قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ**﴾ تو اللہ تعالیٰ نے اسے آگاہ کر دیا کہ اس نے سو سال بتائے ہیں (**بَل**) حرف عطف ہے، اِضراب یعنی اعراض کے لیے آتا ہے، یعنی تم جو کہتے ہو کہ (**لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ**)''میں نے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ گزارا ہے، ایسا نہیں بلکہ (**مِائَةَ عَامٍ**) سو سال کا وقت گزارا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو کس طرح آگاہ کر دیا، ہمیں اس کا علم نہیں، کیوں کہ یہ غیبی امور میں سے ہے، آیت میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں نہیں بتایا کہ اس آگاہی کی کیفیت کیا تھی۔

(**لَمْ يَتَسَنَّهْ**) یعنی اس طویل عرصے میں اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، یہ یا تو (**اَلسَّنَه**) سے نکلا ہے، اس کے آخری حرف میں اختلاف ہے، یہ کہا گیا ہے کہ وہ (**هاء**) ہے، اس کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ عرب لوگ **سانهت فلاناً** کہتے ہیں، لہٰذا (**يَتَسَنَّهْ**) پر جزم ہے اور اس کے آخر میں موجود (**هاء**) اصلی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ (**هاء**) در حقیقت واؤ تھی، دلیل یہ دیتے ہیں کہ اس کی جمع (**سَنوَات**) آتی ہے لہٰذا اس کے آخر سے حرف علت یعنی واؤ، جزم کی وجہ سے گر گیا ہے، اور اس کے آخر میں (**هاء**) برائے وقف ہے، زیادہ راجح یہ ہے کہ (**هاء**) وقف کے لیے بڑھائی گئی ہے، وجہ یہ ہے کہ اس میں دو متواتر قرائتیں آئی ہیں:

ایک (لَمْ يَتَسَنَّهْ) ہے، چاہے وصل کیا جائے یا وقف۔

دوسری قرأت وقف کی صورت میں (يَتَسَنَّهْ) اور اگلے لفظ کے ساتھ جوڑ کر پڑھنے کی صورت میں (يَتَسَنَّ)، جس کو وصل کہتے ہیں۔

یہ دونوں قرأتیں متواتر ہیں اور یہ دونوں فصیح عربی کے مطابق ہیں۔

جہاں تک وقف کی صورت میں (هاء) کو باقی رکھنے اور وصل کی صورت میں باقی نہ رکھنے والی قرأت کی بات ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یا (هاء) زائد ہے۔

اور جہاں تک وقف اور وصل دونوں حالتوں میں (هاء) کو باقی رکھنے والی قرأت کی بات ہے تو اس میں احتمال ہے کہ: یہ اصل ہے، یعنی لفظ کا جزو ہے کیونکہ یہ وصل اور وقف دونوں صورتوں میں باقی ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ زائد ہو، کیوں کہ عرب کبھی وصل کی صورت میں بھی حرف زائد بول لیتے ہیں جس طرح وقف کی صورت میں بولتے ہیں۔

پہلی قرأت محکم ہے جس میں (هاء) زائد ہے۔

دوسری متشابہ ہے، اس لحاظ سے کہ یہ معلوم نہیں کہ هاء زائد ہے یا اصلی ہے، چونکہ محکم کے ذریعے متشابہ کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے، اس لیے (لم يتسنه) میں (هاء) زائد ہے اور اس میں حرف علت کو حذف کر کے جزم کیا گیا ہے۔

(وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ) یعنی دیکھو کہ ہم کس طرح اس کی ہڈیوں کو اکٹھا کرتے ہیں اور کس طرح اس کو گوشت پہنا کر اس میں جان ڈالتے ہیں، ایسا ہی ہوا اور اس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

(وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ) یعنی سو سال تک موت دینے کے بعد دوبارہ تجھے زندہ کرنا موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر دلیل اور لوگوں کے لیے سامانِ عبرت بن جائے۔

(وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا) یعنی ان ہڈیوں کو دیکھئے، کس طرح ہم ان کو زندہ کرنے کے لیے ایک دوسرے کے اوپر رکھتے ہیں، تو یہاں **(نَشْز)** بمعنی اٹھانے کے ہیں، مطلب یہ ہے کہ گدھے کی ہڈیوں کو دیکھو، ہم کس طرح ان کو زمین سے اٹھاتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ جوڑ کر اس کے جسم میں سے اپنی مناسب جگہوں کی طرف لوٹاتے ہیں، بعینہٖ اسی طرح جب یہ گدھا زندہ تھا اور اس کی ہڈیاں اپنی اپنی جگہ موجود تھیں۔

(فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ) یعنی جب اس کے سامنے امور واضح ہوگئے اور یہ کھلی آنکھوں سے یہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مردوں کو زندگی بخشتے ہیں اور کس طرح کھانے پینے کی چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں کہ وہ سو سال تک محفوظ رہیں، ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، گویا کہ ان پر وہ زمانہ گزرا ہی نہیں۔

اس وقت وہ کہہ اٹھا: اب مجھے مشاہدے سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کی قدرت رکھتے ہیں۔

ان کی اس بات کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اس سے پہلے تو دلیل کی وجہ سے اس بات کو جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، لیکن اب اس کے حسی مشاہدے میں بھی یہ بات آگئی۔ اس طرح گویا اشارہ یہ دیا گیا ہے کہ اس گاؤں کے پاس سے گزرنے والا صاحب ایمان تھا اور جب اس نے کہا کہ: **(أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا)** ''اللہ تعالیٰ اس کو کیسے زندہ کرے گا؟'' کفر کی وجہ سے نہیں کہا یا اس وجہ سے نہیں کہ وہ اللہ سبحانہ کی قدرت کا منکر تھا بلکہ اللہ سبحانہ کی قدرت کی عظمت کا احساس ہونے پر یہ الفاظ اس کی زبان پر آئے اور اس اعتراف کے طور پر کہ مخلوق اس حقیقت کو پہنچاننے سے قاصر ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ سوائے یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس بارے میں علم دے، اس لیے اس نے اپنے دل میں وہ باتیں کہیں، اس امید پر اور شوق پر کہ اللہ تعالیٰ اس کو دکھادے گا۔

مذکورہ بالا جو کچھ ہم نے کہا، یہ اس بات کے مقابلے میں زیادہ راجح ہے کہ اس گاؤں کے پاس سے گزرنے والا کافر تھا، کافر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے کہا تھا **(اَنّٰى يُحيِى هٰذِهِ اللّٰهُ بَعدَ مَوتِها)** ''اس گاؤں کے مرجانے کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو کیسے زندہ کرے گا؟ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار تھا، چنانچہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وہی کچھ کیا تاکہ وہ یقین کی دولت پاکر ایمان لے آئے۔

3۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہمارے لیے ابراہیم علیہ السلام کی درخواست کا ذکر کرتے ہیں کہ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ گزارش کی کہ اللہ سبحانہ مجھے دکھائے کہ وہ مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کو چھپے اور کھلے امور کا علم ہے،اس سے پوچھا کہ **(أَوَلَمْ تُؤْمِنْ)** تو ابراہیم علیہ السلام جواب دیتے ہیں کہ میرا ایمان تو ہے لیکن چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ اور اس کی کیفیت بچشم خود دیکھ کر میرے دل کو تسلی ہو جائے۔ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایمان کے لیے غیبی امور کا عینی مشاہدہ شرط نہیں بلکہ ایمان استدلال سے مکمل ہو جاتا ہے، کیوں کہ ابراہیم علیہ السلام کھلی آنکھوں مردوں کو زندہ کرنے کی کیفیت کا مشاہدہ کرنے سے قبل بھی مومن تھے۔

البتہ غیبی امور کو کھلی آنکھوں دیکھنا ایک اور مرتبہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نعمت کر دیتے ہیں اور اس میں اللہ سبحانہ کی اپنی حکمت ہوتی ہے جس کو وہی جانتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مغیبات (غیبی امور) کے دیکھے جانے کے ثبوت کے بارے میں نقلی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے اگر ہمیں قرآن کریم نہ بتاتا کہ اللہ سبحانہ نے ابراہیم علیہ السلام کو فلاں فلاں غیبی امور کے بارے میں اطلاع اور آگاہی دی تھی تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایسا ہوا ہے کیوں کہ مغیبات کی وقوع پذیری کا احساس نہیں ہوتا، جس کی بنا پر عقل اس کی تلاش کرے اور اس پر دلیل قائم کرے، بلکہ اس کے ثابت کرنے میں نقلی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔

پس عقل واقع کی تلاش کر کے اس سے کوئی نتیجہ اخذ کرتی ہے، جو چیز اس کے سامنے واقع نہیں اور محسوس نہیں ،ایسی چیزوں کے ثبوت میں نقل پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

ہم اللہ سبحانہ پر ایمان لائے ہیں، اس کے لیے ہم نے ان مخلوقات میں عقلی جستجو کا طریقہ اپنایا ہے جو ہمارے سامنے موجود ہیں،ان مخلوقات کی محدود، محتاج اور بے بس واقع سے جانا کہ یہ کسی خالق کی پیدا کردہ ہیں جو ازلی اور قدیم ہے، اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے جس کا نام اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔

پھر ہم نے اس پر بھی ایمان لایا کہ قرآن اللہ کا معجزاتی کلام ہے، اس کے لیے ہم نے اس کلام کی واقع میں غور و فکر اور جستجو کی، تو ہم نے اس کو اصل اور فصیح عربوں کو یہ چیلنج دیتا ہوا دیکھا کہ لاؤ اس جیسا قرآن، وہ یہ کام نہ کر سکے اور ہمیشہ کے لیے نہیں کر سکیں گے، پس ہم نے جان لیا کہ وہ اللہ سبحانہ کا کلام ہے اور ہم اس پر ایمان لائے۔

اسی طرح ہم نے اس ہستی پر بھی ایمان لایا جو اس قرآن کو لے کر آئی، اس پر اس طرح ایمان لائے کہ وہ اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا یعنی اس کا رسول ہے۔

لہٰذا ان مغیبات پر ایمان کا طریقہ جس کا کوئی محسوس واقع نہیں جس سے ان مغیبات کا پتہ چلے، نقلی طریقہ ہے۔

بنا بریں اگر کوئی یہ کہے کہ اسے فرشتے نظر آئے ہیں، یا اس نے جِن دیکھا ہے یا ایسی باتیں دیکھی ہیں جن کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اور وہ امور ہوں بھی غیبی تو ایسے شخص کا قول مردود ہوگا تا آنکہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے کوئی دلیل لے کر آئے جس سے اپنی بات کو ثابت کرے۔

اس بنا پر ہمارا اللہ پر، فرشتوں پر، رسولوں پر، کتابوں پر، یوم الآخرت پر اور اچھی یا بری تقدیر پر ایمان ہے اور ان تمام مغیبات (غیبی امور) پر بھی ہمارا ایمان ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کسی قطعی دلیل سے ثابت ہوں، ان سب پر ہمارا ایمان عقلی اور نقلی استدلال کی بنیاد پر ہے۔

ایمان کا دار و مدار اس پر نہیں کہ مغیبات کا بچشم خود مشاہدہ کیا جائے کیوں کہ ابراہیم علیہ السلام مردوں کو زندہ کرنے کی کیفیت کا مشاہدہ کرنے سے پہلے بھی ایمان رکھتے تھے جیسا کہ آیت کریمہ میں آیا ہے **(أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى)** "کیا تیرا ایمان نہیں؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔

ہاں ابراہیم علیہ السلام کی یہ خواہش تھی اور شوق تھا کہ وہ مردوں کو زندہ کرنے کی کیفیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے اور اس کو یہ پسند تھا کہ اللہ تعالیٰ اس خواہش کو پورا کرے تا کہ اس مشاہدے سے اسے دلی اطمینان اور تسلی بھی حاصل ہو جائے جیسا کہ وہ اس پر دلیل قائم ہونے کے اعتبار سے مطمئن ہے۔

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ﴾ (رَبِّ) کا لفظ دعا سے پہلے ذکر کیا جاتا ہے جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عنایت کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہوتا ہے اور مسلسل قبولیت کی ایک کوشش ہوتی ہے۔

(أَرِنِي) یہاں دکھانے سے مراد آنکھ کے ساتھ دیکھنا ہے جس کے لیے دو مفعولوں کی ضرورت ہوتی ہے: ایک متکلم کی ضمیر اور دوسرا یہ کہ (كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ)

(كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ) اس سوال میں ابراہیم علیہ السلام نے اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرتا ہے، مگر اس نے یہ پسند کیا کہ وہ اس معاملہ کو آنکھوں سے بھی دیکھ لے۔

اس لیے اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ انہیں مردوں کو زندہ کرنے میں شک تھا ورنہ سوال **کیف** (کیسے) کے بغیر ہوتا، اور استفہامیہ انداز میں ہونا چاہیے تھا یعنی **(هل تحيي الموتىٰ؟)** یا **(أتُحيِ الموتىٰ؟)** یہ اس طرح ہے جیسے کوئی کہے کہ: زید لوگوں کے درمیان کیسے فیصلہ کرتا ہے؟ اس کا مطلب یہ نہیں لیا جاتا کہ گویا کہنے والے کو اس کے فیصلہ کرنے میں شک ہے بلکہ اسے یہ معلوم تھا کہ وہ فیصلے کرتا ہے، البتہ اس کی کیفیت کے بارے میں پوچھتا ہے، اگر وہ فیصلہ کے بارے میں ہی پوچھتا کہ وہ فیصلے کرتا ہے یا نہیں تو ایسا کہتا کہ **(أ يحكم زيد في الناسَ)** یا **(هل يحكم زيد في الناس؟)**

لہٰذا یہ سوال کہ (كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ) اس بات کا اقرار ہے کہ اللہ سبحانہ مردوں کو زندہ کرتا ہے، ہاں اس سوال سے مراد یہ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام یہ دیکھ سکے کہ یہ زندہ کرنا کس طرح ہوتا ہے، یا اس کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟

لفظ **(کیف)** کے ساتھ سوال کرنے کا یہی حقیقی معنی ہیں۔

مگر مجازی معنی کا بھی احتمال باقی رہتا ہے اور وہ یہ کہ یہاں لفظ **(کیف)** کا استعمال کسی کو بے بس سمجھنے کی وجہ سے کیا جائے، جیسے کوئی یہ دعویٰ کرے کہ وہ اتنا وزن اٹھا سکتا ہے، اور آپ کو اس شخص کی بے بسی کا پورا یقین ہو کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا، تب آپ اس کو یہ کہیں گے کہ: مجھے دکھا تو کیسے اٹھاتا ہے؟ جبکہ اس سوال سے آپ کی مراد اس کام سے اس کی بے بسی ظاہر کرنا ہوتا ہے۔

اس کے باوجود کہ حقیقت مجاز پر مقدم ہوتی ہے، مگر بات یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چاہا کہ وہ یہ ظاہر کر دے کہ مذکورہ سوال کے وقت ابراہیم علیہ السلام کے ذہن میں مجاز کا احتمال موجود نہیں تھا۔

اس لیے اللہ سبحانہ نے فرمایا کہ **(أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى)** جبکہ اللہ تعالیٰ کو حقیت حال کا پورا پورا علم ہوتا ہے، مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس بات کو ظاہر کرنا چاہا کہ ابراہیم علیہ السلام کے سوال سے مراد صرف حقیقی معنی تھے، یعنی اس بات کا شوق کہ اللہ سبحانہ اسے مردوں کو زندہ کرنے کا عینی شاہد بنا دے۔

ابراہیم علیہ السلام نے بھی جواب میں **(بلیٰ)** "کیوں نہیں" کہا، یعنی میرا ایمان ہے کہ اے میرے پروردگار! بے شک تو مردوں کو زندہ کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے، اس میں مجھے کوئی شک نہیں۔

(وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي) یعنی یہ سوال میں نے صرف اس لیے کیا کہ جس طرح میں استدلال کے لحاظ سے مطمئن ہوں، اسی طرح کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کا بھی مجھے اطمینان حاصل ہو۔

چنانچہ اللہ سبحانہ نے ابراہیم علیہ السلام پر احسان کیا اور اسے وہی کچھ دکھا دیا جو وہ دیکھنا چاہتا تھا، سو اسے حکم دیا کہ وہ چار پرندے پکڑ کر لا دے، پھر ان کو ذبح کر کے ان کے اجزاء کو مختلف پہاڑوں پر کئی جگہوں پر بکھیر کر رکھ دے، پھر ان کو اپنی طرف بلائے، وہ دیکھ لے گا کہ وہ منتشر اجزاء دوبارہ کس طرح مل مل کر اکٹھے ہو رہے ہیں اور ہر ہر جزو اپنی جگہ واپس لوٹ رہا ہے، پرندے دوبارہ اللہ کے حکم سے زندہ جسم بن جائیں گے، ایسا ہی ہوا۔

(قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ) یعنی اگر آپ چاہتے ہیں تو پکڑ لا، یہاں فاء جزائیہ ہے جس کی شرط محذوف ہے یعنی **(ان اردت فخذ)**

(فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ) یہ صارہ یصورہ سے ہے یا یصیرہ سے ہے، یہ ضمہ کے ساتھ **(فصُرهن)** بھی پڑھا گیا ہے، ہمزہ کی متواتر قرأت میں کسرہ کے ساتھ **(فصِرهن)** پڑھا گیا ہے، ضمہ کے ساتھ پڑھنے کے معنی ہیں: ان کے ٹکڑے کر دو یا ان کو اپنی طرف مانوس بنا دو۔

اور کسرہ والی روایت ٹکڑے کرنے کے معنی میں ہے جیسا کہ امام فراء نے کہا ہے۔

چونکہ دونوں قرأتیں متواتر ہیں اور معنی بھی ایک ہی ہیں، لہٰذا دونوں کے درمیان مشترکہ محکم معنی ہیں کہ ان کے ٹکڑے کردو، یعنی ان کو ذبح کرکے ٹکڑے کردو اور ان کے اجزاء بنا دو۔

(ثُمَّ ادْعُهُنَّ) یعنی ان کو پکار کر بلاؤ۔

(يَأْتِينَكَ سَعْيًا) یہ حال ہے اور (سعیا) یعنی پاؤں کے ساتھ دوڑ کر آئیں گے۔ پرندہ جب اڑتا ہے تو اس کے لیے دوڑ کا لفظ استعمال نہیں ہوتا۔

﴿وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ یعنی اپنے کاموں پر غالب ہے، نہایت حکمت والا ہے، جس کو کوئی شے بے بس نہیں کرسکتی، اسباب جو مخلوق ہیں، ان کا اس پر کوئی حکم نہیں چلتا بلکہ وہی اپنے بندوں پر غالب ہے، بڑا خالق اور علم والا ہے۔

فہرست

حکمرانوں نے ہمیں دیا ہی کیا ہے سوائے اس کے کہ ہمیں خون میں لت پت چھوڑ دیا؟

فاطمہ مصعب

غزہ کی ہولناکیوں نے پوری دنیا کو بیدار اور سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ پہلی بار عالمی سطح پر یہ بات کھل کر عیاں ہو چکی ہے کہ موجودہ نظام میں حکمران ناکام ہو چکے ہیں۔ ہمیں یہ بتایا جاتا تھا کہ حکمرانوں کا کام ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی حفاظت کریں، قانون پر عمل درآمد کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہماری آواز ریاستی سطح تک پہنچائی جائے — لیکن یہ صریحاً جھوٹ ثابت ہوا۔

گزشتہ سال کے واقعات پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ حکمران اپنے اور اپنے حامیوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے کس حد تک جانے کو تیار ہیں۔ وہ اس حد تک جانے کو تیار ہیں کہ انہیں بہتا خون نظر نہیں آتا یہاں تک کہ ان کے سامنے نسل کشی جاری و ساری ہے، وہ دنیا بھر میں لوگوں کی حفاظت کرنے میں ناکام ہو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان کے فیصلے ان نظریات اور اصولوں سے متصادم ہوں یا ان کی صریح بے توقیری کا مظاہرہ کرتے ہیں، جن کو وہ قانونی حیثیت حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں تاکہ اقتدار میں آسکیں۔

مسلمانوں کا خون بہایا جارہا ہے۔

پوری دنیا میں مسلمان کسی نہ کسی صورت میں مصائب کا شکار ہیں۔ وہ سرزمین جو کبھی اسلام کے زیرِ حکمرانی تھی، وہاں آج سیکولر سرمایہ داری حکمرانی نے لوگوں کو سیاسی نوراکشتی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ اس لیے وہ مسلسل عدم تحفظ کا شکار ہیں، جہاں ان کا خون مسلسل بہایا جارہا ہے۔ غزہ کے علاوہ اس سال کی چند ایسی ہی مثالیں درج ذیل ہیں:

- میانمار کی صورتحال 2023 سے کہیں پہلے سے خراب ہے۔ جس کی تاریخ دوسری جنگِ عظیم سے جا ملتی ہے۔ لیکن 2021 میں حالیہ فوجی حکومت کے نتیجے میں ایک "منظم مہم" کے تحت ہزاروں لاکھوں روہنگیا مسلمانوں کو "پرتشدد کارروائیوں اور بے عزت" کر کے بے دخل کیا جا رہا ہے۔

- ہندوستان میں مسلمان مسلسل حملوں کا شکار ہیں۔ ہندوتوا واچ تنظیم کی رپورٹ کے مطابق 2023 کی پہلی ششماہی میں ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف 250 سے زیادہ نفرت انگیز واقعات ہوئے۔

- اسی طرح کشمیر میں بھارتی افواج کا قبضہ جاری و ساری ہے۔ اس سال ہندوستان کے جموں و کشمیر کے ضلع اننت ناگ میں ہندوستانی سیکورٹی فورسز اور مجاہدین کے درمیان تصادم ہوا تھا۔

لیکن کیا صرف مسلمان ہی ظلم و ستم کا شکار ہیں؟

نہیں ایسا نہیں ہے۔ یقیناً اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنا سرمایہ داری کا سب سے بڑا ایجنڈا ہے، لیکن یہ نظام اپنی غلاظت کے ساتھ پوری دنیا میں بے نقاب ہو چکا ہے۔

مغربی دنیا میں حکمرانوں نے اپنے شہریوں کو مطمئن کرنے کے لیے 'ووٹ کا حق'، 'احتجاج کا حق'، 'ایک شفاف، آزاد صحافت' جیسے اصولوں کو استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہیں بتایا گیا کہ اگر وہ نظام کے اندر رہ کر کام کریں گے تو ان کی آواز سنی جائے گی اور نظام کے اندر موجود مسائل حل ہوں گے۔ لیکن پچھلے ایک سال کے واقعات یہ بتاتے ہیں کہ یہ کتنا غلط ثابت ہوئے۔

- امریکہ میں Gun violence ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ سال 2023 میں اس سلسلے میں ریکارڈ توڑ اضافہ ہوا۔ بڑے پیمانے پر احتجاج کے باوجود طاقتور Gun Lobby کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔

- اسی طرح امریکہ میں پولیس کا تشدد بھی جاری و ساری ہے۔ سال 2023 میں امریکی پولیس کے ہاتھوں 1200 افراد قتل ہوئے۔

- فرانس میں جب جب لوگ مظاہرے کے لیے نکلتے ہیں، انہیں واٹر گنز اور آنسو گیس کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

- برطانیہ میں جب بڑے پیمانے پر ہڑتالیں ہوئی تو وہاں کی حکومت نے ہڑتال مخالف قوانین پاس کر دیے۔

یہ مغربی دنیا کے مسائل کی چند مثالیں ہیں، جبکہ معیشت سے متعلق مسائل اس کے علاوہ ہیں۔

باقی دنیا میں، ہم ان مسائل کو دیکھ سکتے ہیں جو نظام کے براہ راست نتیجے کے طور پر ابھرے ہیں۔ وہ مسائل جس سے مسلمان اور غیر مسلم دونوں ہی متاثر ہیں۔

بڑے پیمانے پر سیاسی عدم استحکام۔

1940 کی دہائی کے بعد، خود مختاری اور جمہوری حکمرانی کا تصور دنیا بھر کی حکومتوں کا ایک متعین پہلو بن گیا۔ لیکن استعماری طاقتوں کی مسلسل مداخلت کے باعث جو کہ تقسیم کرو اور حکومت کرو کی نوآبادیاتی پالیسی پر مبنی ہے، نے ایک ایسی صورت حال پیدا کر دی ہے جہاں دنیا کے متعدد ممالک میں تصادم اور عدم استحکام معمول کی بات ہے۔ مختلف ممالک میں سیاسی دھڑے عوام سے بے پرواہ، اقتدار اور حکمرانی کے لیے آپس میں لڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

صرف اس سال، ہمارے پاس متعدد مثالیں ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- نائیجیریا میں مقامی ملیشیاؤں کے درمیان حالیہ سیاسی تصادم

- میکسیکو میں جرائم پیشہ سیاسی گروہوں میں پر تشدد کاروائی۔ جب قانون نافذ کرنے والے اداروں نے جرائم پیشہ تنظیموں اور سرکاری افواج کے درمیان منشیات سے متعلق تشدد کو روکنے کی کوشش کی۔

- ہیٹی میں مرکزی حکومت کا فقدان، دارالحکومت پورٹ او پرنس کے زیادہ تر حصے پر جرائم پیشہ گروہوں کا تسلط۔ جبکہ ملک صحت اور غذائی قلت کا شکار ہے۔

- آرمینیا اور آذربیجان کے درمیان جاری سرحدی تنازعہ، جو 2021 میں متنازعہ علاقے پر شروع ہوا تھا۔

- زمینی تنازعہ کے نتیجے میں جنوب مشرقی سوڈان کے ازرق نیل علاقے میں شہریوں کا قتلِ عام اور نقل مکانی۔

- جنوبی سوڈان میں ابئی کے متنازعہ علاقے پر Twic Dinka اور Misseriya ملیشیاؤں کے درمیان Ngok Dinka ملیشیا کے خلاف جھڑپیں۔ حالانکہ تنازعہ باضابطہ طور پر ختم ہو چکا ہے، لیکن اب بھی وقفے وقفے سے حملے ہوتے رہتے ہیں۔

- صومالی لینڈ کی نیشنل آرمی اور SSC-Khatumo فورسز کے درمیان سول علاقے کے دارالحکومت لاس انود میں دھولبھانتے کے درمیان جاری تنازع۔ 6 فروری کو صومالی لینڈ کی سکیورٹی فورسز کی جانب سے شہری مظاہروں پر پرتشدد کریک ڈاؤن کے بعد لڑائی شروع ہوئی۔ 2 دن بعد، دھولبھانتے کے سپریم گارڈ نے صومالیہ کی وفاقی حکومت سے علیحدگی اور دوبارہ اتحاد کے ارادے کا اعلان کیا۔

- نائیجیریا کی مسلح افواج کے ڈرون حملے نے غلطی سے ایک گاؤں کو نشانہ بنایا، جس میں کم از کم 88 لوگ ہلاک ہوئے۔ جبکہ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ وہ ڈاکوؤں کو نشانہ بنا رہے ہیں۔

عوام کو عالمی سیاسی اکھاڑے سے بچانے والا کوئی نہیں

ہم دیکھتے ہیں کہ حکمران ایک ساتھ بیٹھ کر اس پر بحث کرتے ہیں کہ وہ کس چیز کو "حق" سمجھتے ہیں، اپنے شہریوں کو اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ "دہشت گردوں" سے دنیا کی حفاظت کر کے "اخلاقی ذمہ داری" پوری کر رہے ہیں۔ لیکن وسائل اور سٹریٹیجک مفادات کا حصول اس عالمی کھیل کا معروف پہلو ہے۔ اور

حکمران صرف "اخلاقی ذمہ داریوں" اور "دہشت گردی" جیسے الفاظ کا استعمال کر کے اس بات کا جواز پیش کرتے ہیں کیونکہ عام شہریوں کو اپنی جان اور مال سے اس کی قیمت ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

- یوکرین

ہم یوکرین-روسی جنگ کے بارے میں جانتے ہیں، جس کے نتائج پوری دنیا میں محسوس کیے جا رہے ہیں۔ یہ واضح طور پر ایک ایسی جنگ ہے جو خطے میں امریکی تسلط کے لیے لڑی جا رہی ہے کیونکہ مغرب کو خوف ہے کہ کہیں وہ اس خطے کو کھو نہ دے جو سٹریٹیجک فوائد اور وسائل دونوں سے مالا مال ہے۔

- یمن

یمن کی بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ حکومت جس کو سعودی اتحاد کی حمایت حاصل ہے اور حوثی باغیوں کے درمیان لڑائی کے نتیجے میں یمن کی دو تہائی آبادی یا دو کروڑ سے زائد یمنی باشندوں کو امداد کی فوری ضرورت ہے۔ پچاس لاکھ افراد قحط کے خطرے سے دوچار ہیں، اور ہیضے کی وبا سے دس لاکھ سے زیادہ افراد متاثر ہیں۔

- شام

شام میں پچھلے ایک عشرے سے زائد سے جنگ جاری و ساری ہے۔ حالانکہ اسے خانہ جنگی کہا جاتا رہا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں بے شمار غیر ملکی طاقتیں شامل رہی ہیں، جن میں نیٹو، خلیجی ممالک، ایران اور روس شامل ہیں۔ فی الحال اس وقت ترکی کی شمولیت سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ ویسے تو کہا جاتا ہے کہ یہ بشار الاسد کے خلاف خانہ جنگی اور بغاوت تھی لیکن وہ اب بھی اقتدار میں ہے۔ اور اس کے نتیجے میں 1 کروڑ 30 لاکھ شامی ہجرت پر مجبور ہو گئے جبکہ 5 لاکھ سے زائد جاں بحق۔

- گیانا

وہاں کچھ ایسی صورتحال پیدا ہوئی کہ تیل کے ذخائر 2010 میں سمندر سے دریافت ہوئے اور پھر گیانا کی حکومت نے اس سال متنازعہ پانیوں میں اس کو نکالنے کا لائسنس دے دیا۔ بدلے میں، وینزویلا نے ریفرنڈم منعقد کیا اور علاقے پر اپنے دعوے کو مسلط کرنے کے لیے اقدام شروع کر دیے تاکہ خطے پر اپنا کنٹرول حاصل کیا جاسکے۔ وینزویلا کے اقدامات کے جواب میں، برازیل، برطانیہ اور امریکہ سمیت دیگر ممالک نے گیانا کے موقف کی حمایت کی۔ برازیل نے خطے کے ساتھ اپنی سرحد پر فوج بھیجی اور امریکہ نے گیانا کے ساتھ فوجی مشقیں کیں۔

- غزہ

پھر یقیناً ہمارے سامنے وہ ہولناکیاں ہیں جو غزہ اور مغربی کنارے سے آرہی ہیں۔ یہودی وجود کے غیر قانونی قبضے، جس کو بین الاقوامی قبولیت اور حمایت حاصل ہے تاکہ وہ فلسطینیوں کی نسل کشی کر سکے اور اسی دوران IMEC پر مبنی کاریڈور کا قیام عمل میں لایا جاسکے۔

واضح طور پر ذمہ داری لینے والا اور مظلوموں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

تنازعات اور عالمی سازشوں کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر لوگ بے گھر ہوتے ہیں۔ اور یہ ابھی تک واضح نہیں ہے کہ ان لوگوں کی ذمہ داری کون لے گا۔ اگر نقل مکانی اندرونی ہوتی ہے تو حکومت یہ کہہ کر ہاتھ جھاڑ دیتی ہے کہ اس کے پاس وسائل نہیں ہے۔ اگر نقل مکانی بیرونی ہے تو دوسری ریاستیں طویل المدت بنیادوں پر ان کی ذمہ داری لینے سے انکار کر دیتی ہے۔ حالانکہ پناہ گزینوں کے حقوق پر بات تو بہت ہوتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی ریاست ان پناہ گزینوں کی دیکھ بھال کرنا نہیں چاہتی۔

UNHCR کے اندازوں کے مطابق 2023 میں تقریباً 12 کروڑ لوگ زبردستی بے گھر یا بے وطن ہوئے۔

کچھ مخصوص ریاستوں کی مثال درج ذیل ہے:

- پاکستانی حکومت نے 10 لاکھ سے زائد افغان مہاجرین کو زبردستی افغانستان واپس بھیج دیا، یہ کہہ کر کہ ان کے پاس ان کی دیکھ بھال کرنے کے وسائل نہیں ہیں۔

- 5 لاکھ سے زائد اریٹیرین جو کہ ملک کی آبادی کا 15 فیصد بنتے ہیں، ملک میں جاری تشدد اور سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے بیرون ملک منتقل ہو چکے ہیں۔

- وسطی ایشائی ممالک میں جاری بحران کی وجہ سے 2023 میں ساڑھے سات لاکھ پناہ گزینوں کی رجسٹریشن ہوئی۔

- اس سال صومالیہ کے پناہ گزینوں میں اضافہ ہوا ہے۔ 2023 کے وسط تک 8 لاکھ سے زائد پناہ گزینوں کو ریکارڈ کیا گیا۔

- کانگو میں افریقہ میں سب سے زیادہ بے گھر افراد ہیں۔

- 10 لاکھ سے زیادہ روہنگیا مسلمان بغیر کسی وطن کے زندگی گذارنے پر مجبور ہیں۔

- 40 لاکھ سے زائد جنوبی سوڈانی اپنے گھروں سے زبردستی بے دخل کیے گئے۔

سیکولر سرمایہ داری نظام کے تحت دنیا جہنم بن چکی ہے۔ سیاسی عدم استحکام، معاشی مسائل اور سماجی انتشار معمول بن چکا ہے۔ ہمارے اندر بیداری پیدا ہونا شروع ہو گئی ہے لیکن ہمیں مسلسل بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔ دنیا بھر کے حکمرانوں نے بار بار اپنے آپ کو جھوٹا ثابت کیا ہے۔ کتنی بار ہم خود کو ان پر یقین کرنے کی بے وقوفی کرتے رہیں گے؟

غزہ میں جو کچھ ہوا اس نے پوری دنیا میں ہلچل مچا دی ہے۔ اور اب وہ اپنا چہرہ صاف کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

- وہ امداد جو وہ فلسطینیوں کو بھیج رہے ہیں، یہ اس کے بعد ہے جب انہوں نے غزہ کے 80 فیصد انفراسٹرکچر کو تباہ کرنے کی اجازت دی۔

- دو ریاستی حل کی "خفیہ" کوششوں کے ساتھ۔

- میڈیا پہ ایک بیانیہ بنایا جارہا ہے جس کے تحت وحشیانہ حملوں کی تمام تر ذمہ داری اکیلے نیتن یاہو اور اس کی حکومت پر ڈالی جارہی ہے۔

غزہ کے واقعات ہوں یا دنیا بھر کے واقعات، یہ سب اس لیے ہو رہے ہیں کہ حکمران اسے ہونے دے رہے ہیں۔ الیکشن کے ذریعے چہرہ بدلنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور نہ ہی کوئی ایک قانون بدلنے سے کوئی فرق پڑتا ہے۔

کیونکہ پورا نظام ہی اصل مسئلہ ہے۔ جب تک ہم اسے تبدیل نہیں کرتے، پوری دنیا مصائب کا شکار رہے گی۔ خلافت کا قیام صرف مسلمانوں کے لیے ہی حفاظت کا باعث نہیں ہوگا، بلکہ یہ غیر مسلم شہریوں کی حفاظت اور دیکھ بھال بھی اس طرح کرے گا جو سرمایہ دارانہ نظام کرنے سے قاصر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"امام (خلیفہ) ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے تم لڑتے ہو اور اپنی حفاظت کرتے ہو، پس اگر وہ تقویٰ سے حکم دیتا ہے اور انصاف کرتا ہے تو اسے اس کا اجر ملتا ہے، اور اگر اس کے علاوہ حکم دیتا ہے تو یہ اس کے خلاف ہے"۔

فہرست

بائیڈن کے 2024 کے اسٹیٹ آف دی یونین خطاب نے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ امت کے پاس یہ موقع ہے کہ وہ خلافت کے دوبارہ قیام کے ذریعے انسانیت کی قیادت کا دعویٰ کرے!

مصعب عمیر، پاکستان

مارچ 2024 کو، امریکی صدر، جو بائیڈن نے سالانہ اسٹیٹ آف دی یونین خطاب کیا[1]۔اس نے پوری دنیا میں امریکہ کی گرفت میں کمزوریوں کا انکشاف کیا، اور اس بات کو بھی ظاہر کیا کہ امت اسلامیہ کے لیے انسانیت کی قیادت کے طور پر اپنا مقام دوبارہ حاصل کرنے کا موقع موجود ہے، جیسا کہ امت صدیوں تک خلافت کے تحت انسانیت کی قیادت کرتی رہی ہے۔

امریکہ کا اندرونی تنازعہ خارجہ پالیسی کے نفاذ کو متاثر کر رہا ہے۔

صدر جو بائیڈن واضح طور پر ریپبلکن پارٹی اور اس کے سابق صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے ساتھ اندرونی تنازعات میں گھرے ہوئے ہیں۔ وہ روس کے بارے میں ٹرمپ کے موقف پر شدید تنقید کرنے سے خود کو باز نہیں رکھ سکے۔ بائیڈن نے کہا، "اب، میرے پیشرو، ایک سابق ریپبلکن صدر، پوٹن سے کہتے ہیں، 'جو چاہو کرو'"۔ روس کے معاملے پر ٹرمپ پر حملہ کرتے ہوئے، بائیڈن نے انکشاف کیا کہ اندرونی تنازعہ اتنا شدید ہے کہ یہ خارجہ پالیسی کے نفاذ میں تنازعات کو جنم دے رہا ہے۔ یہاں تک کہ بائیڈن نے ٹرمپ کے خلاف وہ زبان استعمال کی جو اس نے پچھلے سال اپنے اسٹیٹ آف دی یونین خطاب میں چین کے لیے استعمال کی تھی، اور اس سال ایران کے لیے استعمال کی۔ بائیڈن نے کہا، "6 جنوری اور 2020 کے انتخابات کے بارے میں جھوٹ، اور الیکشن چوری کرنے کی سازشوں کے الزامات نے (امریکی) خانہ جنگی کے دور کے بعد ہماری جمہوریت کو سب سے بڑا خطرہ لاحق کر دیا۔"

درحقیقت، امریکہ اندرونی طور پر منقسم ہے اور یہ صورتحال بیرون ملک اس کی صلاحیت کو کمزور کر رہی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، ﴿بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ۚ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ﴾ **"تم شاید خیال کرتے ہو کہ یہ اکھٹے (اور ایک جان) ہیں مگر ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں، یہ اس لئے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں۔"** (الحشر، 59:14)۔اس طرح کی کشمکش امت اسلامیہ کے لیے خلافت کے دوبارہ قیام کے ذریعے اسلامی سرزمین میں امریکی اثرورسوخ پر شدید ضرب لگانے کا ایک سنہری موقع ہے۔

دولت کا بے پناہ ارتکاز سرمایہ داریت کا انسانیت پر بوجھ اور ظلم ہے۔

ایک ایسے وقت میں جب زیادہ تر امریکیوں کو چند لوگوں کے ہاتھوں میں دولت کے بے تحاشہ ارتکاز کی وجہ سے معاشی مشکلات کا سامنا ہے، بائیڈن نے خود کو ایسے پیش کیا جیسے وہ مصیبت زدہ عوام کے ساتھ ہے۔اُس نے معاشی ناانصافی کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا، "امریکہ میں ایک ہزار ارب پتی ہیں۔آپ جانتے ہیں کہ ان ارب پتیوں کے لیے وفاقی ٹیکس کی اوسط شرح کیا ہے؟ 8.2 فیصد! جو کہ امریکیوں کی اکثریت کی جانب سے دیے جانے والے (ٹیکس شرح) سے بہت کم ہے۔" تاہم، بائیڈن خود دولت کے ارتکاز کے ذمہ داروں میں شامل ہے۔دولت کا ارتکاز اُس سرمایہ دارانہ نظام کا ناگزیر نتیجہ ہے جسے بائیڈن نافذ کر رہا ہے۔یہ صورتحال ہر ایک ملک، بشمول مسلم ممالک میں ہے جہاں جہاں سرمایہ داریت نافذ ہے۔بائیڈن کی جانب سے معیشت میں بہتری کے حوالے سے امریکی عوام کو مطمئن کرنے کی کوششوں کے باوجود، امریکیوں کو یقین نہیں آیا۔29 فروری 2024 کے پیو ریسرچ سروے سے پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تر امریکی معیشت کے بارے میں فکر مند رہتے ہیں۔اس سروے میں کہا گیا ہے، "معیشت کو مضبوط کرنا تقریباً تین چوتھائی (73 فیصد) امریکیوں کی ترجیح ہے۔" [2]۔

درحقیقت سرمایہ داریت کی معاشی ناانصافی پوری انسانیت پر بوجھ ہے۔یہ ناانصافی امت اسلامیہ کے لیے انسانیت کو واحد موثر متبادل دینے کا موقع فراہم کرتی ہے۔خلافت نے صدیوں تک دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنایا،

اور ایک بار پھر دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنائے گی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، ﴿كَيۡ لَا يَكُونَ دُولَةَۢ بَيۡنَ ٱلۡأَغۡنِيَآءِ مِنكُمۡ﴾ "تاکہ دولت صرف تمہارے امیروں میں نہ گردش کرتی رہے۔"(الحشر، 59:7)

مسلم دنیا میں امریکی مداخلت تباہ کن ہے۔

امریکہ کی گہری اندرونی سیاسی تقسیم اور معاشی ناانصافی کو حل کرنے میں بری طرح ناکام ہونے کے باوجود بائیڈن یہ سمجھتا ہے کہ وہ مشرق وسطیٰ کے مسئلے کو دیکھنے اور اس کے حل کے لیے تجویز دینے کا اہل ہے۔ اُس نے دعویٰ کیا، "جیسا کہ ہم مستقبل کی طرف دیکھتے ہیں، واحد حقیقی حل دوریاستی حل ہے"۔ بائیڈن کی غزہ پر جنگ کے دوران یہودی وجود کی حمایت سے یہ واضح ہے کہ کوئی بھی امریکی حل قابض افواج کے حق میں ہی ہوگا۔ اُس کے اسٹیٹ آف یونین کے خطاب سے ایک دن پہلے، واشنگٹن پوسٹ نے 6 مارچ 2024 کو شیطانی یہودی وجود کو دی جانے والی امریکی فوجی مدد کے متعلق انکشاف کیا۔ اس میں کہا گیا ہے، "امریکہ نے 7 اکتوبر کو غزہ جنگ شروع ہونے کے بعد سے 'اسرائیل' کو 100 سے زائد علیحدہ غیر ملکی فوجی فروخت کے معاہدوں کی خاموشی سے منظوری دی اور سامان فراہم کیا ہے، جس میں ہزاروں precision-guided گولہ بارود، چھوٹے قطر کے بم، بنکر بسٹر، چھوٹے ہتھیار اور دیگر مہلک امداد شامل ہے۔ یہ بات امریکی حکام نے حالیہ خفیہ بریفنگ میں کانگریس کے اراکین کو بتائی"۔ [3]

جہاں تک دوریاستی حل کا تعلق ہے تو یہ فلسطین کا بیشتر حصہ قابضین کو دینے کا حل ہے۔ یہ حل امت اسلامیہ کے قلب میں اپنے فوجی اڈے ''اسرائیل'' کو مضبوط کرنے کا امریکی حل ہے۔ غزہ پر بائیڈن کی ناانصافی نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ منصف مزاج امریکیوں کو بھی ناراض کر دیا ہے۔ یہ عوامی غصہ مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق خلافت کے قیام اور مسلم سرزمینوں پر کفار کے قبضے کو ختم کرنے کا موقع ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، ﴿وَأَخۡرِجُوهُم مِّنۡ حَيۡثُ أَخۡرَجُوكُمۡ﴾ "اور انہیں نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا" (البقرة، 2:191)

اے عالم اسلام میں قوت، نصرت اور طاقت رکھنے والے لوگو!

اندرونی سیاسی تقسیم نے امریکہ کو معذور اور کمزور کر دیا ہے۔اس کا سرمایہ دارانہ نظام اپنے لوگوں سمیت پوری انسانیت پر بوجھ ہے۔غزہ کے ساتھ اس کے سلوک نے دنیا بھر کے لوگوں کو اس کے اور یہودی وجود کے خلاف کر دیا ہے۔یہ رمضان فتوحات کا مہینہ ہے،اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جابر امریکی ورلڈ آرڈر کو ختم کر کے نبوت کے نقش قدم پر خلافت کادوبارہ قیام عمل میں لائیں۔

حوالہ جات:

[1] https://www.whitehouse.gov/briefing-room/speeches-remarks/2024/03/07/remarks-of-president-joe-biden-state-of-the-union-address-as-prepared-for-delivery-2/

[2] https://www.pewresearch.org/politics/2024/02/29/americans-top-policy-priority-for-2024-strengthening-the-economy/?utm_source=AdaptiveMailer&utm_medium=email&utm_campaign=24-02-29%20Policy%20Priorities%20GEN%20DISTRO&org=982&lvl=100&ite=13424&lea=3190305&ctr=0&par=1&trk=a0DQm000001HTrRMAW

[3] https://www.washingtonpost.com/national-security/2024/03/06/us-weapons-israel-gaza/

فہرست

امریکہ یہودی وجود کو عرب اور مسلم ممالک پر بادشاہ کی حیثیت سے تاج پہنانا چاہتا ہے

بلال المہاجر، پاکستان

یہ سچ ہے کہ یہودی وجود نے غزہ اور پورے فلسطین کے خلاف اپنی صلیبی جنگ کے اعلان کردہ اہداف کو حاصل نہیں کیا۔ تاہم، اس نے ایک مختلف معنوں میں اس سے کہیں زیادہ حاصل کیا۔ یہ درست ہے کہ یہودی ریاست اپنی بزدل فوج کے ساتھ مزاحمت کو مکمل طور پر ختم نہیں کر سکی تھی۔ تاہم، یہ غزہ کی پٹی کے بنیادی ڈھانچے کو تباہ کرنے میں کامیاب رہا۔ اس نے مزاحمت کو نشانہ بنایا۔ اس نے لوگوں کو قتل، نسل کشی اور مسمار کرنے کے حوالے سے نقصان پہنچایا۔ یہ درست ہے کہ یہودی ریاست 7 اکتوبر کو پکڑے گئے قیدیوں کی رہائی کو یقینی بنانے میں ناکام رہی۔ تاہم، بدلے میں اس نے مغربی کنارے سے پندرہ ہزار سے زیادہ اور اس سے بھی زیادہ غزہ سے لوگوں کو اپنی قید میں لیا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس صورت میں یہودی وجود نے کیا ہے اگر یہ مان لیا جائے کہ یہودی ریاست اپنے قیدیوں کو آزاد کرانے کے اپنے ارادے میں سنجیدہ ہے، اور انہیں مزید خون بہانے والے قتل عام کرنے کے بہانے کے طور پر استعمال نہیں کرنا چاہتی۔ یہودیوں کے شدید حملوں، اور ان کو جہنم بنا دینے کی پالیسی سے یہ بات واضح تھی کہ یہودی کم از کم اپنے قیدیوں کو زندہ واپس نہیں لے سکیں گے۔ اس نقصان کو صلیبی کمانڈروں نے بہت زیادہ قیمت قرار دیا۔ جہاں تک 7 اکتوبر سے پہلے کی سلامتی کی صورتحال کو بحال کرنے کا تعلق ہے، یہودی ریاست نے ایسا کرنے کے کسی بھی طریقے کو ختم کر دیا ہے۔ تمام سازشی عناصر، غزہ کو عباس، پڑوسی ممالک اور بین الاقوامی افواج کی اتھارٹی میں دے کر ایک مکمل طور پر غیر فوجی وجود بنانے کی تیاری کر رہے ہیں۔

یہودی وجود کے ہاتھوں قتل عام کو مکمل امریکی حمایت حاصل ہے۔ اس طرح امریکہ یہودی ریاست کو ایک خبیث وبد معاش وجود کے طور پر مارکیٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا جو ہر قانون، رواج اور اصول سے بالاتر ہے۔ امریکہ نے اس وجود کو انسانی اصولوں اور اقدار کے خلاف بغاوت کے تمام ذرائع فراہم کئے اور اسے احتساب سے بھی محفوظ رکھا۔ امریکہ نے امت مسلمہ، اس کی حکومتوں، اس کی افواج اور اس کے عوام کی نگاہوں کے عین سامنے یہودیوں کو

مکمل طور پر وحشیانہ جبر کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اس نے مسلم دنیا کی ایجنٹ حکومتوں پر لازم کر دیا کہ وہ ان جرائم پر خاموشی اختیار کریں اور کوئی حرکت میں نہ آئے۔ امریکہ نے یہودیوں کے ہاتھوں قتلِ عام کے خلاف مسلم افواج پر لازم کیا کہ وہ حرکت میں نہیں آئیں گی، اور عام عوام کی آواز کو دبانے کی کوشش کی کہ وہ محض مذمت سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکیں۔ عالمی برادری کے لئے، یہودی وجود ایک "امریکی نما" ریاست بن گیا ہے جو ہر اس شخص کو جو اس کے جرائم میں اس کی حمایت نہیں کرتا، اسے یہود مخالف سمجھتا ہے، چاہے وہ اس کے اتحادیوں میں سے ہوں اور اس کو مدد فراہم کرنے والوں میں سے ہوں۔ ہفتہ 23 مارچ 2024 کو، یہودی وجود کے وزیر خارجہ اسرائیل کاٹز نے غزہ کی پٹی میں امداد کے داخلے کو آسان بنانے کی ضرورت سے متعلق بیانات دینے پر اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل، انتونیو گوٹیرس کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ ہفتے کے روز رفح بارڈر کراسنگ کے دورے کے دوران غزہ میں انسانی بحران پر سیکریٹری جنرل کی تنقید کے بعد، کاٹز نے اس کو سخت جواب دیا، اور یہ دعویٰ کیا کہ اقوام متحدہ ایک "یہود مخالف اور اسرائیل مخالف ادارہ" بن چکا ہے۔

یہودی ریاست نے اس سے زیادہ قتل و غارت، تباہی اور نقل مکانی کے معاملے میں حاصل کیا جس کا اس نے خواب دیکھا تھا۔ اور یہ کام اس نے بین الاقوامی، علاقائی اور عرب کوریج کے باوجود کیا۔ اس سے بڑھ کر نارملائزیشن کا تسلسل جاری ہے جو 7 اکتوبر کے واقعات سے پہلے سے عرب اور غیر عرب کے غدار حکمرانوں کے ساتھ ہو رہا تھا۔ اس تاریخ کے بعد ہونے والے قتل عام سے بھی نارملائزیشن کا عمل متاثر نہیں ہوا۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ امریکہ اب یہودی ریاست کو اس کے جرائم کا بدلہ دے رہا ہے، عالم اسلام کے قلب میں واقع اس یہودی وجود کے بنی سعود کے ساتھ تعلقات کو نارملائز کرنے کے لیے پُل پر پُل تعمیر کر رہا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد بھی کچھ لوگ یہ دعویٰ کرنا پسند کرتے ہیں کہ یہودی ریاست نے جو منصوبہ بنایا تھا وہ حاصل نہیں کیا۔ ان کا دعویٰ ہے کہ یہودی وجود جنگ سے شکست کھا کر نکلے گا۔ وہ زمینی، سیاسی اور علاقائی طور پر یہودی ریاست کی طرف سے حاصل کی گئی تمام سابقہ کامیابیوں کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ ان آوازوں میں سے کچھ نے حقیقت کو اس کے تمام پہلوؤں میں اچھی طرح سے نہیں پڑھا۔ کچھ تو یہاں چھوٹی کامیابیوں پر خوش ہوئے، جبکہ بڑے نقصانات کو نظر انداز کیا۔ پھر دوسری آوازیں ہیں جو امت کو بے

حس اور رائے عامہ کو گمراہ کرنا چاہتی ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ امت اور اس کے ساتھ عالمی رائے عامہ پھٹ پڑنے کی حد تک نہ پہنچ جائے۔

ایسا لگتا ہے کہ امریکہ کے پاس اس کے علاوہ کوئی آپشن نہیں کہ یہودی ریاست کو عرب لیگ اور اسلامی تعاون تنظیم (او آئی سی) پر بادشاہ کے طور پر تاج پہنا دے، یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے مدینہ کے قبائل عبداللہ بن ابی بن سلول کو مدینہ میں اپنا بادشاہ بنانے کا منصوبہ بنا رہے تھے، لیکن اس منصوبے پر عمل ہونے سے پہلے ہی اللہ کے نبی محمد ﷺ نے ان پر سبقت حاصل کرلی۔ جب تک امت حرکت میں نہیں آئے گی اور اپنے غدار حکمرانوں کا تختہ الٹ کر ایک خلیفۂ راشد کو تعینات نہیں کرتی جو اسے نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت راشدہ کے تحت یکجا کرے، امریکہ یہودی وجود کو تاج پہنا کر اس کو عرب اور غیر عرب امت کا بادشاہ بنا کر مسلمانوں پر غالب آجائے گا۔ پھر نیتن یاہو امت اسلامیہ پر اپنی فیصلہ کن فتح کا اعلان کرے گا۔ امت کو اپنے حالات کو درست کرنا ہو گا اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے۔ اسے ذرائع ابلاغ کے ذریعے بُنے ہوئے وہموں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے جو امریکہ اور یہودیوں کی براہِ راست یا بلاواسطہ، دانستہ یا غیر ارادی طور پر خدمت کرتے ہیں۔

حوالہ جات

[1] https://eg.usembassy.gov/secretary-antony-j-blinken-and-egyptian-foreign-minister-sameh-shoukry-at-a-joint-press-availability-2/

فہرست

خوش نما جھوٹ

اخلاق جہاں، پاکستان

بین الاقوامی عدالت انصاف اقوام متحدہ کا وہ ادارہ ہے جس کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، جس کا یہ ادارہ بالکل بھی حقدار نہیں۔. پہلی جنگِ عظیم کے اختلافات کی وجہ سے لیگ آف نیشنز جلد ہی ختم ہوگئی لیکن یہ 1945 میں ایک نئے نام اور طاقت کے ساتھ سامنے آئی۔ اقوام متحدہ نے "آنے والی نسلوں کو جنگ کے خطرے سے بچانے کے لیے" ایک تحریری دستاویز تیار کی۔ "آنے والی نسلوں کی فکر ناقابلِ فہم ہے کیونکہ اب تک اس ادارہ نے معلومات جمع کرنے اور بیانات کے ذریعے الفاظ سے کھیلنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔ ان ظاہری قائم شدہ عدالتوں کا قیام، مختلف ممالک کے نمائیندگان کو اپنی نپی تلی رائے بہترین الفاظ اور آواز کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ تقریری انداز میں پیش کرنے کے موقع کے سوا کچھ نہیں۔

یہ موقع پاکستان کے وزیر قانون احمد عرفان اسلم کو بھی دیا گیا جنہوں نے ایک بہترین خطیب ہونے کا ثبوت دیا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

گزشتہ ہفتے تیسری مرتبہ تھا جب امریکہ نے سلامتی کونسل میں اسرائیل اور حماس جنگ میں فوری جنگ بندی کا مطالبہ کرنے والی قرارداد کو ختم کرنے کے لیے اپنا ویٹو استعمال کیا۔ اس ویٹو سے اسرائیل کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ وہ بے گناہ فلسطینیوں کا قتل عام جاری رکھ سکتا ہے۔ دریں اثنا، اقوام متحدہ کے ادارہ خوارک نے شمالی غزہ کو امداد کی فراہمی روک دی ہے، جس کی وجہ اسرائیلی فائرنگ کی وجہ سے علاقے میں "شہری نظم و نسق کے خاتمہ اور افراتفری بتائی گئی ہے۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک بین الاقوامی تنظیم جو دنیا کے ضرورت مندوں کی حفاظت کا دعویٰ کرے لیکن اپنے لیے کسی ایسی جگہ کو غیر محفوظ تصور کرے جہاں بے بس عورتیں اور معصوم بچے بھوک اور تکلیف سے دوچار ہیں۔ کیا یہ سمجھا جائے کہ یہ لوگ تو اس سب کے عادی ہیں؟ جناب احمد عرفان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ غزہ کے بچوں کو اس وقت بھی مارا کاٹا جا رہا تھا جب وہ اپنی خطابت کی مہارت ثابت کر رہے تھے۔ 2005 میں اقوام متحدہ نے روانڈا میں بڑے پیمانے پر قتل عام کے جواب میں "تحفظ کی ذمہ داری" پروگرام کا آغاز کیا، لیکن مظالم کا سلسلہ جاری رہا۔

ہمارے فلسطینی بھائیوں اور بہنوں کو درپیش مظالم ہمیں منگولوں کے وقت میں واپس لے جاتا ہے۔ اور آخر کار ایک مسلمان کمانڈر کے بھرپور جواب سے کسی بھی خوفِ خدا رکھنے والے بہادر مسلمان جنرل کے اعتماد میں اضافہ ہونا چاہیے۔ یہ وقت دشمنوں کے ساتھ بیٹھ کر امن مذاکرات کا نہیں ہے، یہ وقت ہے مقابلہ کرنے اور اس امت محمدیہ کو بچانے کا۔ تاریخ کے ہر ورق میں ایسے سبق آموز واقعات موجود ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت میں کیے گئے۔ دمشق کو زیر وزبر کرنے کے بعد منگولوں نے مصر اور مراکش کی طرف پیش قدمی کی اور منگول کمانڈر کتبغہ نے مصر کے امیر کو دھمکی آمیز خط بھیجا۔ اس میں کچھ اس طرح لکھا تھا: "ہم نے زمینوں کو ضبط کر لیا، بچوں کو یتیم کیا، لوگوں کو بے دریغ مارا، ان کے رہنماؤں کی عزت کی دھجیاں بکھیر دیں۔ تو کیا تم یہ تصور کرتے ہو کہ تم ہم سے بچ سکتے ہو؟ عنقریب تم دیکھ لوگے کہ طوفان کا رخ اب تمہاری جانب ہے۔

سلطان قطز نے جب اس خط کا منفی اثر وہاں موجود افراد پر دیکھا تو انہوں نے کچھ اسطرح جواب دیا: ان منگولوں کو قتل کر کے ان کی لاشوں کو اپنے دارالحکومت میں لٹکا دیا جس سے مسلم افواج اور لوگوں کے حوصلے بلند ہوئے اور منگولوں کی دہشت کا اثر زائل ہو گیا۔ یہ ایک ایسی قیادت کی مثال ہے جس کی اس امت کو ضرورت ہے۔ قطز کے جواب سے منگولوں کو معلوم ہوا کہ وہ اب ایک مختلف قسم کے بادشاہ کے ساتھ ٹکرا رہے ہیں اور ایسا سامنا انہیں پہلے نہیں ہوا تھا۔ سلطان نے اپنے نائب بیبرس کو یہ کام سونپا اور علمائے کرام سے بھی مشورہ کیا اور ان سے مدد اور رہنمائی حاصل کی۔ یہ زندگی کے تمام معاملات میں دین کی شمولیت کی ایک مثال ہے۔ جنگوں کے وحشیانہ پہلو کو صرف اسلام ہی دور کر سکتا ہے۔ اُمتِ محمد کو بار بیرس جیسے سپہ سالار کی ضرورت ہے جن کا جواب منگولوں کے مظالم سن کر یہ تھا:

وقت آنے دو ہم ان وحشیوں کو بتائیں گے کہ صرف وہ نہیں ہیں جو لڑنے کا ہنر جانتے، دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ان کی گردنیں مروڑ سکتے ہیں۔" مسلم امہ اور مسلم سرزمین کو منگولوں کے ظلم سے آزاد کرانا عین جالوت کی جنگ کا براہ راست نتیجہ تھا۔

آج کے مسلمانوں کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کیا وراثت چھوڑ کر جا رہے ہیں اور کیا اعمال ساتھ لے کر جا رہے ہیں، اس دنیا میں آپ نے زندگی جس ڈھنگ سے گزاری اسی کے مطابق آپ کو یاد رکھا جائے گا اور آخرت میں اس سب کا حساب ہو گا۔ ایک بار جب آپ ایک بار اسلام قبول کرلیں تو آپ کی زندگی آپ کو وہ واحد موقع فراہم کرے گی جس میں آپ کو تاریخ بنانے اور مستقبل قائم کرنے کا موقع ملے گا اور یہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات کے مطابق اپنے آج کو گزارنے سے ہی ممکن ہے۔

اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ۚ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ الطَّاغُوۡتِ فَقَاتِلُوۡۤا اَوۡلِيَآءَ الشَّيۡطٰنِ‌ۚ اِنَّ كَيۡدَ الشَّيۡطٰنِ كَانَ ضَعِيۡفًا

"جو مومن ہیں وہ تو خدا کے لئے لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ بتوں کے لئے لڑتے ہیں سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو۔ (اور ڈرو مت) کیونکہ شیطان کا داؤ بودا ہوتا ہے" (النساء:76)

فہرست

قرآن کریم کا معجزہ، انسانوں اور جنوں کو چیلنج کرنا، صرف اس کی ترکیب کے پہلو میں مضمر ہے

ترجمہ الوائی شمارہ 173

لفظ عجز کے معنی ہیں استطاعت اور قوت کا موجود نہ ہونا اور (عجَزَ عن الأمر) کے معنی معاملے کو مکمل کرنے کی طاقت کا نہ ہونا ہیں۔ لفظ معجزہ ایک ایسی علامت ہے جس کی بنیاد پر کسی کو چیلنج کیا جاتا ہے اور جس کو چیلنج جاتا ہے وہ اس کی طرح کی کوئی چیز لانے سے قاصر ہوتا ہے۔ معجزے کا لفظ نبوت کی ہر علامت کو ظاہر کرتا ہے، چاہے وہ مؤنث ہو، جیسے عصا، یا مذکر ہو، جیسے قرآن کریم۔ معجزہ کی بنیاد میں ہی اس کے معنی موجود ہیں کیونکہ جس کو چیلنج کیا گیا ہے وہ اس کے مقابلے میں اس کی طرح کی چیز لانے سے قاصر ہے کیونکہ وہ اس کی استطاعت سے باہر ہے۔ جسے چیلنج کیا جاتا ہے جب وہ اس جیسی کوئی بھی چیز نہیں لا سکتا تو یہ اس کی ناکامی ہے۔ اگر کسی ایک یا ایک سے زیادہ کو چیلنج کیا جائے اور وہ اس معجزے کی طرح کا کچھ لے آئے تو معجزہ باطل ہو جاتا ہے اور اس معجزے کی چیلنج کو برقرار رکھنے کی صلاحیت باطل ہو جاتی ہے۔ ایک معجزہ ایک سے زیادہ خصوصیات کا حامل ہو سکتا ہے، جبکہ اس کا معجزہ ہونے کا پہلو ان خصوصیات میں سے ایک ہے۔ اسی طرح موسیٰؑ کا عصا ایک سانپ میں تبدیل ہو گیا جو رینگتا اور ڈراتا تھا جبکہ جادوگروں کی چھڑیوں نے لوگوں کو نظر بندی سے دھوکہ دیا جیسے وہ سانپ ہیں جو انہیں ڈرانے کے لیے حرکت کر رہے ہیں۔ اس سے موسیٰؑ کو حیرت ہوئی اور انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اپنا عصا پھینک دیں۔ اچانک ان کے عصا کی امتیازی خصوصیات سامنے آ گئیں۔ معجزے کا پہلو یہ تھا کہ موسیٰؑ کا عصا لوگوں کے وہم پر مبنی اشیاء کو کھا جاتا تھا۔ لہٰذا جادوگر سجدے میں گر پڑے۔ اس طرح قرآن کریم بھی عربی زبان میں عربی حروف کے ساتھ نازل ہوا۔ اس کے باوجود کہ قرآن نے عربوں کو انہی کی زبان کی ترکیب کے پہلو سے چیلنج کیا لیکن وہ اس کی طرح کی کوئی بھی چیز لانے سے قاصر رہے۔ اس طرح یہ اس پہلو سے رسول محمد ﷺ کا معجزہ ہے۔ معجزے کا یہ بنیادی پہلو کسی اور الفاظ میں موجود نہیں۔ کسی بھی معاملے کا معجزہ ایسا ہوتا ہے کہ اسے کسی اور چیز میں تلاش نہیں کیا جا سکتا۔

حال ہی میں قرآن کریم میں معجزے کے دیگر پہلوؤں کے وجود کے بارے میں تحریریں سامنے آئی ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ قرآن نے اس طرح کے پہلوؤں سے کوئی چیلنج نہیں دیا۔ اور نہ ہی قرآن اس طرح کے پہلوؤں میں دوسروں سے منفرد تھا، کیونکہ اس طرح کے پہلو سنت میں بھی موجود ہیں۔

ان کا دعویٰ ہے کہ جدید دور میں معلوم ہونے والے سائنسی حقائق کے بارے میں قرآن کا ذکر یا اشارے قرآن کے معجزے کے پہلو میں شامل ہیں۔

اللہ کا یہ کہنا، ﴿وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ﴾ **"ہم نے لوہا نازل کیا ہے"** (الحدید:25)۔

اور اس کا ارشاد، ﴿وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا﴾ **" اس کے بعد اس نے زمین کو پھیلا دیا"** (النازعات:30)۔

اور اس کا ارشاد، ﴿وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾ **"اس سے اس کا جوڑا بنایا"** (النساء:1)۔

اور اس کا ارشاد، ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ﴾ **"اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیزیں بنائی"** (الانبیاء:30)۔

اور اس کا فرمان، ﴿بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ﴾ **"ان کے درمیان ایک آڑ ہے اور ان میں سے کوئی حد سے تجاوز نہیں کرتا"** (الرحمٰن:20)۔

اور اس کا فرمان، ﴿وَٱلْجِبَالَ أَوْتَادًا﴾ **"اور کیا پہاڑوں کو میخیں نہیں ٹھہرایا؟"** (النبا:7)۔

اور اس نے کہا، ﴿ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ. ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾ **"پھر ہم نے اسے ایک مضبوط جگہ میں نطفہ کے طور پر رکھ دیا پھر ہم نے نطفے کے قطرہ کو چپکتے ہوئے لوتھڑے میں بنایا اور پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی اور بوٹی کی ہڈیاں بنائی پھر ہڈیوں پر گوشت**

چڑھایا۔ پھر ہم نے اسے ایک اور مخلوق میں پیدا کیا پس اللہ بڑی برکت والا ہے جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے"(المومنون:13-14)۔

یہ اور اسی طرح کی دیگر آیات میں ایسے معاملات کا ذکر ہے جنہیں وہ سائنسی معجزات کہتے ہیں،ان کا ذکر کرنے میں قرآن ممتاز نہیں ہے کیونکہ یہ پہلو سنت میں بھی موجود ہے۔

بخاری و مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **ما بيْنَ النَّفْخَتيْنِ أرْبَعُونَ "صور کی دو آوازوں کے درمیان چالیس ہوں گے"**۔ قالوا: يا أبا هُرَيْرَةَ أرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قالَ: أبَيْتُ، قالوا: أرْبَعُونَ شَهْرًا؟ قالَ: أبَيْتُ، قالوا: أرْبَعُونَ سَنَةً؟ قالَ: أبَيْتُ، ثُمَّ يُنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّماءِ ماءً فَيَنْبُتُونَ، كما يَنْبُتُ البَقْلُ. قالَ: وليسَ مِنَ الإنْسانِ شيءٌ إلَّا يَبْلَى، إلَّا عَظْمًا واحِدًا، وهو عَجْبُ الذَّنَبِ، ومِنْهُ يُرَكَّبُ الخَلْقُ يَومَ القِيامَةِ "کسی نے ابوہریرہؓ سے پوچھا کہ چالیس دن؟ لیکن انھوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ پھر پوچھا چالیس مہینے؟ انھوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ پھر پوچھا چالیس سال؟ پھر انھوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ ابوہریرہؓ نے مزید کہا: پھر (اس مدت کے بعد) اللہ آسمان سے پانی بھیجے گا پھر لاشیں ایسے اگیں گی جیسے سبزہ اگتا ہے،انسانی جسم میں سے کوئی ایسی چیز نہیں جو گلتی سڑتی نہ ہو سوائے ایک ہڈی کے، وہ دم کی ہڈی ہے جس سے قیامت کے دن انسانی جسم دوبارہ پیدا کیا جائے گا"۔

ان کا کہنا ہے کہ پیدائش کا بنیادی خلیہ دم کی ہڈی میں موجود ہوتا ہے اور یہ خلیہ اپنی قسم میں منفرد ہے، یہ ایسی خصوصیات کا مالک ہے کہ اس سے جسم کے ہر قسم کے تمام خلیات بنائے جا سکتے ہیں۔ سائنس یہ انکشاف کرتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ خلیہ تمام جینیاتی خصوصیات پر مشتمل ہے۔ اس سے اس بات کا اقرار ہوتا ہے کہ سنت اور قرآن میں یہ پہلو مشترک ہے جسے وہ معجزے کے پہلوؤں میں سے ایک پہلو قرار دیتے ہیں۔ اگر انہوں نے جو کچھ کہا وہ صحیح ہے تو پھر سنت بھی ویسے ہی معجزہ ہو گی جیسے قرآن ہے لیکن حقیقت میں قرآن ہی چیلنج کرنے والا معجزہ ہے اور سنت نہیں۔

معجزہ کا دوسرا پہلو جس کا وہ ذکر کرتے ہیں وہ قرآن کی قانون سازی ہے۔ اس کا جواب رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے دینا کافی ہے، **قد أوتيت القرآن ومثله معه "مجھے قرآن دیا گیا اور اس کے ساتھ اسی طرح کی (ایک**

اور) چیز دی گئی"۔ جو شخص فقہ کی کتابوں کو دیکھے گا اسے بھی حدیث کی سچائی ملے گی۔ پھر معجزہ کہاں ہے؟ اور کافر یہ کہہ کر بحث کرتا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹنے میں معجزہ کہاں ہے؟ چار بیویوں سے شادی کرنے میں معجزہ کہاں ہے؟ اور مرد کو دو عورتوں کا حصہ دینے میں معجزہ کہاں ہے؟ لہٰذا کافر عقلی دلیل کا مطالبہ کرتا ہے۔ تو معجزے کے لحاظ سے قرآن کو سنت کے برابر کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کافر ان آزادیوں کا حوالہ دیتے ہوئے جو مغربی قانون سازی میں موجود ہیں، یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ مغربی قانون سازی قرآن سے بہتر ہے۔ یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ جزیہ کی ادائیگی، زانی کو کوڑے مارنے اور خنزیر کے گوشت کی ممانعت میں معجزہ کہاں ہے؟ اگر ہم کافر کو یہ کہہ کر دلیل پر قائل کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ قرآن پر ایمان لائے، کہ اس میں معجزانہ قانون سازی ہے اور انسان اس طرح کے قوانین نہیں لا سکتا تو معاملات الجھ کر پیچیدہ ہو جائیں گے، دلیل ختم ہو جائے گی۔ جب تک کافر قرآن پر ایمان نہیں لائے گا کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ قرآن کی قانون سازی کو معجزہ کے طور پر تسلیم نہیں کرے گا۔

ایک اور پہلو جس کا وہ ذکر کرتے ہیں وہ غیب کے بارے میں قرآن کی معلومات ہیں جیسے اللہ نے فرمایا، **الٓمّٓ ۔ غُلِبَتِ الرُّوۡمُۙ. فِىۡۤ اَدۡنَى الۡاَرۡضِ وَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ سَيَغۡلِبُوۡنَۙ. فِىۡ بِضۡعِ سِنِيۡنَ**، **"الف لام میم۔ رومیوں کو شکست ہوئی ہے۔ قریب کی سرزمین میں اور اپنی شکست کے بعد وہ تین سے نو سال کے اندر فتح یاب ہوں گے"** (الروم: 4-1)۔ تاہم سنت میں بھی ویسے ہی غیب کے بارے میں خبریں موجود ہیں، جیسے مستقبل کے بارے میں قرآن میں موجود ہیں، جیسے نبی ﷺ کا قول ہے، **وليوشكن أن يكون للرجل مثل شطن فرسه من الأرض حيث يرى من بيت المقدس خير له من الدنيا جميعاً**، **"بے شک عنقریب ایک وقت آئے گا کہ ایک شخص کے لیے اپنے گھوڑے کی رسی کے برابر زمین کا ہونا، جس سے وہ بیت المقدس کو دیکھ سکتا ہے، اس کے لیے پوری دنیا سے بہتر ہو گا!"**۔

اور نبی ﷺ کا قول، **مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلَكِنْ سَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الأَمَةُ رَبَّتَهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا كَانَتِ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُءُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْغَنَمِ فِي الْبُنْيَانِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلاَّ اللَّهُ**، **"جس سے اس کے بارے میں پوچھا جاتا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں**

جانتا۔ لیکن میں تمہیں اس کے آثار کے بارے میں بتاؤں گا۔ جب غلام عورت اپنی مالکن کو جنم دیتی ہے تو یہ اس کے آثار میں سے ایک ہے۔ جب ننگے پاؤں اور ننگے لوگ تمہارے سردار بن جائیں تو یہ اس کے آثار میں سے ایک ہے۔ جب چرواہے عمارتیں تعمیر کرنے میں مقابلہ کرنے لگیں تو یہ اس کے آثار میں سے ایک ہے۔ (قیامت) پانچ چیزوں میں سے ایک ہے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا"۔

اور نبی ﷺ کا یہ کہنا، **يأتي على الناس زمان يتباهون بالمساجد** ،"ایک وقت آئے گا جب لوگ مساجد کے بارے میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے"۔ اور نبی ﷺ کا یہ کہنا، **لَتُفتحَنَّ القُسْطَنْطينيَّةُ** ،"تم قسطنطنیہ فتح کرلوگے"۔ اور نبی ﷺ کا یہ کہنا، **لا تَقومُ السَّاعةُ حتى يَبنيَ النَّاسُ بُيوتًا يُشبِّهونَها بالمَراحِلِ** ،"قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک لوگ ایسے گھر نہ بنادیں جو رنگین (عریاں) لباس کی طرح ہوں"۔ اور نبی ﷺ کا ام حرام کو یہ کہنا، **أنت من الأولين** ،"تم پہلے لوگوں میں سے ہو"، پھر وہ سمندر پر روانہ ہوئی اور پھر وہ اپنے سواری کے جانور سے گر کر مر گئی۔ اور نبی ﷺ نے کہا، **تقتل عمارًا الفئة الباغية** ،"حد سے بڑھنے والا گروہ عمار کو قتل کردے گا"۔ اور نبی ﷺ کا یہ کہنا، **يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُم** ،"قومیں جلد ہی آپ پر حملہ کرنے کے لیے ایک دوسرے کو طلب کریں گی"، اور اسی طرح کی دیگر احادیث۔ اگر غیب کے بارے میں معلومات معجزے کے پہلوؤں میں سے ایک پہلو ہوتا تو سنت ایک معجزہ ہوتی۔

ان کا کہنا ہے کہ قرآن کے معجزے کے پہلوؤں میں سے پچھلے وقتوں کی کہانیوں کے بارے میں اس کی معلومات ہیں۔ یہ معاملہ صرف قرآن تک محدود نہیں ہے۔ سنت نے بھی پچھلے وقتوں کے قصے بیان کیے ہیں جیسے غار کے ان لوگوں کا قصہ جن پر غار کا دروازہ بند ہو گیا تھا، راہب اور نوجوان لڑکے کا قصہ اور دیگر لوگوں کے قصے۔ تاہم یہ پہلو اس تمام کے ساتھ مشترک ہے جو ماضی کی کہانیوں کے بارے میں کئی زبانوں میں لکھا گیا ہے۔ کافر قرآنی قصوں کی سچائی اور دوسری کتابوں کے قصوں سے اس کے امتیاز پر یقین نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ یہ نہ مانتا ہو کہ قرآن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ جب تک ایسا ہے، قرآن بطور معجزہ اس پہلو سے نہیں پرکھا جاسکتا۔

یقینی طور پر یہ تمام پہلو قرآن کے معجزہ ہونے کے لئے دلیل نہیں ہیں کیونکہ یہ سنت میں اور سنت کے علاوہ میں بھی موجود ہیں۔ چھان بین کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہنے والے قرآن کے معجزے اور اس حقیقت میں الجھے ہوئے ہیں کہ نبی ﷺ کو وحی ملی تھی اور وہ اپنی خواہش سے کچھ بیان نہیں کرتے۔ قرآن ایک معجزہ ہے اور سنت کوئی معجزہ نہیں ہے جبکہ یہ دونوں وحی الٰہی ہیں۔ یہ فرق ان کے درمیان واضح ہونا چاہئے۔

قرآن کریم کے معجزے کا واحد پہلو جو انسانوں اور جنوں کو چیلنج کرتا ہے وہ اس کا نظم اور اسلوب ہے یعنی معانی کی ساخت, تشریح ترکیب اور زبان کے اظہار کی شکل۔ زبان میں اظہار مختلف الفاظ اور مختلف تراکیب پر مبنی ہے جس میں اس طرح کے الفاظ اور تراکیب معانی کی شکل میں ہیں جو ان سے کبھی بھی الگ نہیں ہوتے جب تک کہ وہ الفاظ مھمل (بغیر معنی کے لفظ) نہ ہوں جبکہ قرآن میں کوئی مھمل الفاظ نہیں ہیں۔ جب قرآن کے بعض معانی کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کیا جاتا ہے تو وہ معجزہ نہیں رہتے۔ اسی لحاظ سے معجزہ ان الفاظ کی ترکیب اور نظم میں ہے جو معنی کی عکاسی کرتے ہیں۔

یہی معجزے کا واحد پہلو ہے۔ معجزے کو سمجھنے کیلئے عربی اور اس کے آداب (گرامر) کا علم ضروری ہے۔ یہ اس دلیل کو قائم کرنے سے بالکل مختلف ہے کہ قرآن ایک معجزہ ہے۔ یعنی یہ دلیل کسی بھی زبان میں قائم کی جاسکتی ہے کہ قرآن اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف سے ہے نہ کہ محمد ﷺ کی طرف سے، یا عربوں یا غیر عربوں کی طرف سے۔ معجزے کا چیلنج آج بھی موجود ہے اور رہے گا۔ کوئی بھی اس جیسا یعنی اس کی طرز و ترکیب اور بنیادی ساخت کی طرح کی چیز پیدا نہیں کرسکے گا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ لوگوں کی ناقابلیت کی تصدیق کو واضع کیا جائے، نہ کہ معجزہ کے پہلو کی وضاحت کرنے کی دلیل قائم کی جائے۔ پہلی بات یعنی معجزہ ہونے پر دلیل قائم کرنا کسی بھی زبان میں ہو سکتا ہے، جبکہ معجزہ کے پہلو کو بیان کرنا، صرف عربی زبان میں ہو سکتا ہے۔

جو شخص بھی کافروں اور منافقوں کے ساتھ مباحثہ میں مشغول ہو اسے چاہیے کہ وہ ان دو باتوں میں فرق کرے ،اول یہ کہ قرآن ایک معجزہ ہے اور دوئم یہ کہ نبی ﷺ کی طرف وحی کا نزول ہونا اور ان کا اپنی خواہشات کے مطابق بیان نہ کرنے کی فطرت۔ اسے قرآن کے معجزہ ہونے کی دلیل قائم کرنے اور اس کے معجزے کے پہلو کی وضاحت

کرنے میں بھی فرق کرنا چاہیے۔ جو شخص قرآن میں سائنسی حقائق کے وجود کو قائم کرنے پر اصرار کرے تو وہ انہیں محمد ﷺ پر وحی کے نزول پر قائل اور قائم کرنے کے لیے استعمال کرے نہ کہ قرآن کا معجزہ ہونے پر قائل کرنے کیلئے استعمال کرے۔

فہرست

آزمائشوں کی دنیا

یہ تو ہم سب کو معلوم ہی ہو گا کہ یہ دُنیا آزمائشوں کا گھر ''بيتُ الابتِلاء '' ہے۔ ہم ہر طرح کے امتحانوں سے آزمائے جانے پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور اپنا صبر واستقامت پیش کرتے ہوئے اپنا سچا ایمان ثابت کرتے ہیں، جس کے بدلے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری کوتاہیاں اور بُرے اعمال مٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ ہم زمین پر ایسے ہو جاتے ہیں کہ ہمارے نامۂ اعمال میں ایک بھی گناہ باقی نہیں رہ جاتا اور ہم فخر و خوشی کے ساتھ روزِ قیامت اپنے رب سے ملاقات کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اگر کبھی ہم بہت مایوس ہو جائیں تو ہم کیا کریں گے؟ جب ہم کسی چیز کو، جو کچھ الگ اور مختلف ہو، اور ''بہتر'' ہو، بہت شدت سے چاہ رہے ہوں؟ جب ہم طمانیت کا احساس کھو چکے ہوں؟ کبھی کبھی تو ہم دُنیا میں اپنے آنے کا مقصد بھی بھُولنے لگ جاتے ہیں... اور اپنے آپ میں ایسے بننے لگ جاتے ہیں جو کہ شاید ہم اصل میں کبھی نہ بننا چاہتے ہوں۔

انسانی جبلت میں رضا و قبولیت ہے، ہم وہ سب تو قبول کر لیتے ہیں جو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے جب کہ ہم اس میں مزید کی کوشش کرتے رہتے ہیں، جو کچھ بھی ہم ہیں اس سے بَرتر ہونے کی کوشش کرتے ہیں، ہم جو ممکن بہتری دیکھتے ہیں اس کے لیے تگ ودَو کرتے ہیں، اِن کوششوں سے ہمیں لگتا ہے کہ ہمیں اطمینان، سکون و راحت کا احساس مل جائے گا، لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ ہم اُس مقام پر پہنچنے کے لئے کیا کیا جتن نہیں کرتے جہاں ہم پہنچنا چاہتے ہوں اور جیسا خود کو دیکھنا چاہتے ہوں، وہ مقام جہاں ہمارے خواب حقیقت کے رُوپ میں نظر آئیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ہم تارے پکڑنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ کبھی تو ہمیں اپنے خواب بہت ہی قریب لگنے لگتے ہیں لیکن شاید بہت ہی دُور ہوتے ہیں۔

اللہ پر ہمارا ایمان ہمیں یہ یقین دِلاتا ہے کہ ہماری کامیابی بس نزدیک ہی ہے لیکن یہ دُنیا ہمارے دِلوں میں ایسے گھر کر جاتی ہے کہ ہمارے تصور کو ہی بدل دیتی ہے اور ہمیں سب کچھ بہت دور لگنے لگتا ہے۔ کسی کامیابی کا قصد دِل میں

کریں تو یہ دُنیا (یا شیطان) اسے ہماری پہنچ سے دُور اور ناممکن کر کے دِکھاتی ہے، ہمیں متزلزل کرنے کے لئے ہم پر ہر طرح کے خیالات اور ایسے الفاظ کی بوچھاڑ کر دیتی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے ہمارے ایمان کو ڈگمگانے کو کوشش کرتی ہے، استغفراللہ۔ ایسے الفاظ جیسے "ہاں بھئی ٹھیک ہے ... جیسے ایسا کبھی ممکن بھی ہو سکے گا" یا "اگر میرے پاس صرف یہ ہوتا تو ... اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو ... اگر میں صرف یہ نہ کرتا" یا "میں اب مزید برداشت نہیں کر سکتا، یہ ہونا کبھی ممکن ہی نہیں" یا "تم یہ کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتے، کوشش کر کے وقت ضائع مت کرو"۔ یہ تمام باتیں راہِ حق سے ہمیں بھٹکانے کے لئے شیطان کی طرف سے صریح دھوکے ہیں، تاکہ ہم نہ صرف اطمینان و قناعت چھوڑ دیں، رَضا کے بغیر رہنے لگیں بلکہ تبدیلی کی کوشش کرنا بالکل ہی ترک کر دیں۔

ہمارے لئے اپنی حالت میں بہتری کی کوشش کرنا حرام نہیں ہے لیکن ہمارے لئے یہ جاننا از حد ضروری ہے کہ آخر "بہتر" کیا ہے۔ اس بہتری کی واضح و شفاف "تعریف" کی ضرورت ہے اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ ہی اس بہتری کی واضح تعریف کر سکتے ہیں۔ اپنے تمام فیصلوں میں صرف قرآن و سنت کو ہی اپنی رہنمائی کے طور پر لے کر ہم اس بہتری کو جان سکتے ہیں۔ قرآن و سنت سے اس رہنمائی کے بعد ہمیں اپنے آپ کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی ہے، کسی حال میں کسی بھی قضائے الٰہی پر اپنی رضا کو نہیں کھونا، اپنے آپ کے اندر قناعت و سکون کو نہیں کھونا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم بہک بھی سکتے ہیں! اور یہ فطری بھی ہے۔ ہمارا ایمان ذرا سا ڈگمگا بھی جاتا ہے لیکن وہ پھر اُٹھ کھڑا ہوتا ہے لیکن ان شاءاللہ جب وہ دوبارہ اُٹھے گا تو پہلے سے مضبوط و قوی ہو گا اور یقیناً ہم کم ہی بھٹک پائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کی اس حدیثِ مبارکہ سے ہماری مزید رہنمائی ہوتی ہے:

ابو عثمان نے حنظلہ الاُسیدیؓ، جو کہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبِ وحی بھی تھے، سے روایت کیا ہے، کہ حنظلہؓ، ابو بکرؓ کے پاس سے روتے ہوئے گزرے تو ابو بکر نے اُن سے پوچھا:

« مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا أَبَا بَكْرٍ نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْىَ عَيْنٍ فَإِذَا رَجَعْنَا إِلَى الأَزْوَاجِ وَالضَّيْعَةِ نَسِينَا كَثِيرًا . قَالَ فَوَاللَّهِ إِنَّا لَكَذَلِكَ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم . فَانْطَلَقْنَا فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ " . قَالَ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَكُونُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْىَ عَيْنٍ فَإِذَا رَجَعْنَا عَافَسْنَا الأَزْوَاجَ وَالضَّيْعَةَ وَنَسِينَا كَثِيرًا . قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " لَوْ تَدُومُونَ عَلَى الْحَالِ الَّذِي تَقُومُونَ بِهَا مِنْ عِنْدِي لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلاَئِكَةُ فِي مَجَالِسِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ وَعَلَى فُرُشِكُمْ وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً " »

"اوحنظلہ! تمہیں کیاہُوا؟، توانہوں نے جواب دیا: اے ابو بکر! حنظلہ منافق ہو گیا ہے، کیونکہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے ہیں تو ہم جنت و دوزخ کو ایسے یاد رکھتے ہیں جیسے ہم انہیں بالکل اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھ رہے ہوں اور جب ہم وہاں سے واپس آتے ہیں تو اپنی زندگی اور بیوی بچوں میں مصروف ہو جاتے ہیں اور ہم اکثر بھول جاتے ہیں۔ ابو بکرؓ نے کہا: اللہ کی قسم! میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہے۔ آؤ، رسول اللہ ﷺ کے پاس اکٹھے چلتے ہیں۔ حنظلہؓ نے بتایا: پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں دیکھا تو آپ ﷺ نے کہا: اے حنظلہ! تمہیں کیا ہوا؟، حنظلہؓ نے جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ! حنظلہ منافق ہو گیا ہے، کیونکہ جب ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے ہیں تو ہم جنت و دوزخ کو ایسے یاد رکھتے ہیں جیسے ہم انہیں بالکل اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھ رہے ہوں اور جب ہم وہاں سے واپس آتے ہیں تو اپنی زندگی اور بیوی بچوں میں مصروف ہو جاتے ہیں اور ہم اکثر بھول جاتے ہیں۔ حنظلہؓ بتاتے ہیں کہ: پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اسی حالت پر قائم رہو جس پر تم اس وقت ہوتے ہو جب تم میرے ساتھ ہوتے ہو تو فرشتے تم سے تمہاری مجلسوں میں، تمہارے بستروں میں اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کریں گے، لیکن اے حنظلہ! اس کا بھی ایک وقت ہے اور اُس کا بھی ایک وقت ہے" (ترمذی)۔

جب ہم ابو بکرؓ کا ذکر کر رہے ہیں تو ہم صرف رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ میں سے سب سے بہترین کا ذکر نہیں کر رہے ہیں، اور صرف عائشہؓ کے والد کا ذکر نہیں کر رہے ہیں یا وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کے لیے دوسری عزیز ترین ہستی تھا، نہ ہم صرف اُس ہستی کا ذکر کر رہے ہیں جن سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اور نہ ہی ہم صرف اُن عظیم

ترین خلفائے راشدین میں سے ایک کا ذکر کر رہے ہیں بلکہ یہ ذکر اس شخص کا ہے جن کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ نصف دُنیا کا ایمان اُنؓ کے پاس ہے! اور وہ عظیم ترین شخصیت بھی حنظلہؓ کے احساسات وجذبات سے متفق تھی!

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر ابو بکرؓ کے ایمان کو میزان کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں پوری دُنیا کے لوگوں کا ایمان رکھا جائے تو ابو بکرؓ کا ایمان تمام دُنیا کے انسانوں کے ایمان سے بھاری ہو گا''۔

غور کریں، ہماری زندگیوں میں اُتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں، جد وجہد کا احساس، مزاحمت کا احساس، نفاق کا احساس، ... لیکن جب تک ہمارے پاس رضا ہے اور ہم جد وجہد کرتے رہتے ہیں، مزاحمت کرتے رہتے ہیں اور اُس نفاق کے خلاف لڑتے رہتے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ ہمارے ساتھ جو کچھ بھی ہو بہتر ہو، کیونکہ ہمیں یہ جان کر اطمینان کا احساس ہو گا کہ ہمارے پاس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا وخوشنودی ہے۔ باذن اللہ! جو شخص یہ جان لیتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُسے وہ عطا کریں گے جس کی اُسے ضرورت ہے، نہ کہ وہ جو وہ چاہتا ہے اور کبھی کبھی وہ بھی عطا کریں گے جو کہ ہم چاہتے ہیں! لیکن اگر ایسا نہ بھی ہو تو... جب وہ وقت آئے گا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اتنا کچھ عطا کریں گے جو کہ ہم نے کبھی سوچا بھی نہ ہو گا! اس سے بھی بہت زیادہ جو کہ ہم نے کبھی چاہا ہو گا! اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اتنا کچھ عطا کریں گے کہ وہ اس سے پہلے ہماری زندگی میں آنے والی تمام مشقتوں کو بھُلا دے گا۔ اور اس آزمائشوں کی دُنیا کے ذریعے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے یہ بہت عظیم تحفہ ہو گا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہماری تمام آزمائشیں ومصیبتیں آسان کریں... آمین۔

فہرست

اے مسلم ممالک کی افواج! بس بہت ہو گیا! کیا آپ غزہ ہاشم کی مدد کرنے کے لئے حکمران کے حکم کے انتظار میں بیٹھے رہیں گے!

عربی سے ترجمہ

اے مسلم ممالک کی افواج!

کیا تمہارے سینوں میں دل نہیں دھڑکتے کہ جن سے تم سمجھ سکو، کیا تمہارے پاس آنکھیں نہیں کہ جن سے تم دیکھ سکواور کیا تمہارے پاس کان نہیں کہ جن سے تم سن سکو؟ کیا آپ کو غزہ میں مسلمانوں کے بہتے خون کی ندیاں نظر نہیں آتیں؟ کیا آپ کو دیہاتوں، شہروں اور گلیوں کوچوں میں برپا ہوتی خونریزی نظر نہیں آتی؟ کیا آپ کو مسمار ہوتے گھر، بمباری زدہ ہسپتال اور روکی گئی ایمبولینسیں نظر نہیں آتیں جنہیں زخمیوں کو لے جانے سے روک دیا جاتا ہے حتیٰ کہ ان ایمبولینسوں کو تب تک قریب نہیں جانے دیا جاتا جب تک کہ زخمی مر نہیں جاتے؟ کیا آپ کو نظر نہیں آتا کہ اس شیطان نما یہودی وجود کی بربریت نے انسان تو انسان بلکہ پتھروں اور درختوں تک پر بھی ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے ہیں؟ یہودیوں کا ظلم و جبر غزہ اور مغربی کنارے سے آگے تک پھیل چکا ہے اور یہاں تک کہ 1948ء کے قبضہ شدہ فلسطین تک بھی، تو آپ آخر کس بات کا انتظار کر رہے ہیں؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ دیکھ بھی رہے ہیں اور سن بھی رہے ہیں جو کچھ رونما ہو رہا ہے اور کیا قیامت برپا ہو رہی ہے۔ کیا آپ کی صفوں میں کوئی ایک بھی ایسا صالح مرد نہیں جو مسلم فوجوں کی قیادت کرے اور فلسطین پر قابض یہودی وجود کو ختم کر کے اسلام اور مسلمانوں کی مدد کرے اور پورے فلسطین کو اسلام کی سرزمین پر واپس لوٹا دے؟ اور اگر حکمرانوں میں موجود ظالم اس امر میں رکاوٹ ڈالیں تو وہ انہیں راہ سے ہٹا دے گا۔ کیا آپ کی صفوں میں کوئی ایک بھی ایسا صالح مرد نہیں ہے؟!

جو کوئی بھی اس امر کے لئے حکمرانوں کے حکم کے انتظار میں بیٹھا ہے اس کی مثال بالکل اس شخص جیسی ہے جو اپنے ہاتھ پانی کی طرف بڑھاتا ہے اور اسے اپنے منہ تک پہنچنے کے لئے کہتا ہے لیکن ایسا کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ اور اس

سے بڑھ کر مزید یہ کہ اس شخص کی مثال اس جیسی ہے جو اونٹ کے سوئی کے ناکے میں سے گزر جانے کے انتظار میں بیٹھا ہے۔ یہ حکمران تو کافر استعماری ممالک کے احکامات پر عمل پیرا ہیں جنہوں نے یہودی ریاست کو قائم کیا اور فلسطین کی بابرکت سرزمین اس کے حوالے کردی۔ ان سے نہ تو بھلائی کی کوئی امید کی جاسکتی ہے اور نہ ہی ان سے جہاد کی کوئی امید کی جاسکتی ہے۔ بلکہ ان میں جو اپنے آپ کو قدرے مثالی گردانتے ہیں تو وہ ایسے ہیں جو شہداء اور زخمیوں کی گنتی کرتے ہیں، یا کافر استعماری ریاستوں کا سہارا لیتے ہیں جن کا سرغنہ امریکہ ہے، تاکہ وہ ان کے لئے حل تلاش کرے، چاہے وہ حل یہودیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دینا ہی کیوں نہ ہو۔ یہ حکمران اس امید پر عالمی عدالت انصاف کی ستائشیں کرتے نہیں تھکتے کہ وہ کم از کم ان کے لیے جنگ بندی کا فیصلہ ہی کردے گی، لیکن اس عدالت نے ایسا کوئی اقدام نہیں کیا۔ اس کے بجائے اس عدالت نے یہودی وجود سے یہ کہا کہ وہ ایک ماہ کے اندر عدالت کو اپنا مدعا پیش کرے۔ کیا خونریزی رک سکی؟! جبکہ عالمی عدالت انصاف کے فیصلے کے حوالے سے کہا گیا کہ ”عالمی عدالت انصاف (ICJ) نے 'اسرائیل' کو حکم دیا ہے کہ وہ غزہ میں نسل کشی کی کارروائیوں کو روکنے اور فلسطینیوں کو انسانی امداد فراہم کرنے کے لیے کارروائی کرے، حالانکہ عدالت نے اسرائیل سے فوری طور پر اپنی عسکری کاروائیاں بند کرنے کا مطالبہ نہیں کیا ... فیصلے میں اسرائیل سے یہ بھی مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ ان امور پر عمل درآمد کے لیے اپنے اقدامات کے بارے میں ایک ماہ کے اندر عدالت کو رپورٹ کرے" (الجزیرہ، 26 جنوری، 2024)۔ اگرچہ عدالت کا یہ فیصلہ کافی کمزور تھا لیکن حکمرانوں نے اس کی ستائش میں تعریفوں کے پُل باندھ دیئے۔ الجزیرہ نے اس حوالے سے 26 جنوری، 2024 کو مسلم ممالک کے حکمرانوں کے ردعمل کے بارے میں رپورٹ کیا کہ انہوں نے اس فیصلے کی کافی تعریف کی اور اس کا خیر مقدم کیا، حالانکہ یہ فیصلہ ظلم و جبر کی جنگ بندی سے بالکل عاری تھا! اس فیصلے کے خیر مقدم کے بارے میں جو کچھ کہا گیا تھا، اس میں سے کچھ ذیل میں ہیں:

”ترکی: ترک صدر رجب طیب اردگان نے اس فیصلے کا بھرپور خیر مقدم کیا اور اس فیصلے کو "قابل قدر" قرار دیا... ایران: ایران کے وزیر خارجہ حسین امیر عبداللھیان نے اسرائیلی حکام کو انصاف کے "کٹھرے میں لانے" کا مطالبہ کیا ہے... مصر: مصر کی وزارت خارجہ نے عدالت کے فیصلوں کو عزت دینے اور ان پر عملدرآمد کرنے پر زور

دیتے ہوئے کہا ہے کہ ”مصر عالمی عدالتِ انصاف کی جانب سے غزہ میں فوری جنگ بندی کا مطالبہ کرنے کا منتظر ہے جس طرح یہ عدالت اسی طرح کے معاملوں میں ایسے فیصلے دیتی رہی ہے“ ...الجزائر کے صدر نے سلامتی کونسل کا اجلاس بلانے کی درخواست کی تاکہ عدالتی فیصلوں کو "ایگزیکٹو فارمولا" دیا جاسکے... تیونس اور اردن نے عدالت کے فیصلے کو ”تاریخی“ قرار دے دیا... قطر، کویت اور عمان نے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے... پاکستانی صدر نے عدالت کے فیصلے کو خوش آئند اقدام قرار دیا اور ”عالمی برادری اور اقوام متحدہ کے دیگر اداروں بالخصوص سلامتی کونسل پر زور دیا کہ وہ غزہ میں فوری جنگ بندی کے لیے اقدامات کریں اور 'اسرائیل' کو مزید خون ریزی سے روکیں“ ...اور جہاں تک فلسطینی اتھارٹی کا تعلق ہے تو فلسطینی وزارتِ خارجہ نے ایک ویڈیو پیغام میں کہا، ”عدالت کا طے شدہ فیصلہ دنیا کو یہ باور کراتا ہے کہ کوئی بھی ریاست قانون سے بالاتر نہیں ہے اور عدل سب پر لاگو ہوتا ہے“ ...“

گویا ایسا ہے کہ جیسے اس فیصلے سے فلسطین پر یہودی وجود کے قبضے کا خاتمہ ہو گیا ہو اور اسی لئے یہ حکمران اس فیصلے کی تعریفیں کرتے نہیں تھک رہے! اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے، ﴿**قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ**﴾ **”اللہ انہیں ہلاک کرے، یہ کہاں سے پھرے جاتے ہیں“** (المنافقون؛63:4)۔

پھر اس کے بعد عرب حکمرانوں نے عدالت کے اس فیصلے کے اپنے خیر مقدم کے تناظر میں اس بات کا جائزہ لینے کے لئے عرب لیگ کا اجلاس بلانے میں جلدی کی کہ غزہ کے حوالے سے کیا حل ہونا چاہئے۔ انہوں نے ہر حل پر تبادلۂ خیال کیا، سوائے اس حل کے جو کہ رب العالمین کی طرف سے فرض کیا گیا حقیقی حل ہے اور رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدین اور ان کے بعد آنے والے خلفاء کا پیروی شدہ حل ہے جب تک کہ کفار 1924 عیسوی میں خلافت کا خاتمہ کرنے میں کامیاب نہ ہو گئے۔ اس وقت فلسطین کو یہودیوں کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، خلیفہ عبدالحمید دوئم پر رحم فرمائے جو انہوں نے اپنے مشہور قول میں اس وقت کہا تھا، جب ہرڈزل نے یہودیوں کو فلسطین میں مقیم ہونے اور سکونت رکھنے کی اجازت دینے کے بدلے میں سرکاری خزانے میں لاکھوں سونے کے دینار کی پیش کش کی تو خلیفہ نے اسے یہ کہتے ہوئے مسترد کر دیا کہ ”فلسطین میری ذاتی ملکیت میں نہیں ہے، بلکہ یہ امت مسلمہ کی ملکیت ہے۔ میرے لوگوں نے اس سرزمین کے لیے جنگیں لڑی ہیں اور اسے اپنے خون سے سیراب کیا ہے۔ یہود اپنے

لاکھوں اپنے پاس ہی رکھیں۔ اگر کسی دن خلافت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تو وہ فلسطین کی سرزمین کو بغیر کسی رقم کے بھی لینے کے قابل ہو جائیں گے"۔ اور اسی طرح ہی یہ سب ممکن ہوا! اور اب عرب حکمران اپنے ہنگامی اجلاس کے دوران ہر حل پر بات کر رہے ہیں سوائے اس حقیقی حل کے، جو کہ یہ ہے کہ وہ غزہ ہاشم کی مدد کے لئے افواج کو حرکت میں لائیں اور فلسطین کی مقدس سرزمین پر قابض یہودی وجود کا خاتمہ کریں! ان حکمرانوں کا اجلاس اس فیصلے کا خیر مقدم کرنے سے آگے نہیں بڑھ سکا اور اس میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ یہ فیصلہ "عالمی قانون کو بحال کرنے کا ایک موقع ہے، جس کی شقوں کی اسرائیل خلاف ورزی کر رہا ہے، اور عرب فریقین کو اسی فیصلے پر کوشش کرنے کی ضرورت ہے"۔ [اسکائی نیوز عربی، 28 جنوری، 2024]

مزید یہ کہ وہ حکمران ابھی تک امریکہ سے ہی حل چاہ رہے ہیں۔ لہٰذا عرب ثالث، مصر اور قطر، امریکہ کی جانب سے یہودیوں کے ساتھ بلائے گئے ایک اجلاس میں شرکت کے لئے دوڑے چلے جا رہے ہیں تاکہ دوران مزاحمت قید ہونے والے یہودی قیدیوں کو بچانے کے لیے مغلوب ہونے کے ایک نئے طریقے کی کوشش کی جا سکے، اس اجلاس میں شرکت کے لئے "اسرائیلی" انٹیلی جنس سروس "موساد" کے ڈائریکٹر ڈیوڈ برنیا کی سربراہی میں "اسرائیلی" وفد غزہ میں قید مزید یرغمالیوں کی رہائی کے ممکنہ نئے معاہدے کے بارے میں مذاکرات کی پیروی کرنے کے لئے فرانسیسی دارالحکومت پہنچا۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ "اسرائیلی" وفد اتوار کی شام پیرس میں امریکہ، قطر اور مصر کے نمائندوں کے ساتھ ملاقات کرے گا، جو "اسرائیل" اور حماس تحریک کے مابین تشکیل کردہ اور تیار کردہ معاہدے کو حتمی شکل دینے کے لئے مشترکہ ثالثی کی کوششوں کی قیادت کر رہے ہیں۔ امریکی حکام کے دو سینئر عہدیداروں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا کہ "ابتدائی فریم ورک کے حوالے سے امریکی مذاکرات کاروں کے سامنے جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے اس کے بارے میں ٹھوس پیش رفت کے اشارے موجود ہیں۔ اس کے لئے اسرائیل سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ قیدیوں کے ایک نئے گروپ کی رہائی کے بدلے میں دو مہینے کے لئے غزہ میں اپنی فوجی کارروائیاں معطل کرے، اس طرح 100 سے زائد قیدی رہا ہو جائیں گے جو اب تک حماس کے قبضے میں ہیں" (بی بی سی عربی، 28 جنوری، 2024)۔ یہ امریکہ

ہی ہے جو ان حکمرانوں کو ہانکے جا رہا ہے اور وہ غلاموں کی طرح پیچھے چل رہے ہیں! ارشادِ باری تعالیٰ ہے، ﴿**سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ**﴾ ”**کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں**“ (العنکبوت:29:4)۔

ایسے ہیں مسلم ممالک کے حکمران... لہٰذا اے افواج، اپنا راستہ خود منتخب کرو۔ پس یا تو تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو؛ پھر تم ان دو بھلائیوں میں سے کسی ایک کام میں جلدی کرو گے، جس میں دنیا کی فتح ہو اور ایک ایسی مستحکم فتح جو امت کا مقام بلند کرے گی، اور آخرت کی فتح، جس میں آسمانوں جیسی وسیع جنت اور نیکو کاروں کے لیے تیار کیے گئے باغات ہوں گے۔ پس کیا آپ غزہ، اس کی فوج اور پورے فلسطین کی مدد کریں گے ... یا آپ اپنے حکمرانوں کی راہ پر چلیں گے۔ وہ حکمران نہ تو آپ کو اس دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں کچھ نفع پہنچا پائیں گے۔ اس کے بجائے، آپ کی حالت کسی ایسے شخص کی طرح ہو گی جو خود آگ کے شعلوں سے نجات کے لئے پکار رہا ہو۔ اس طرح نہ تو اس دنیا میں کوئی فتح مل پائے گی اور نہ آخرت میں کوئی تحفظ ملے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ﴿**لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ**﴾ ”**دنیا میں بھی ان کے لئے بڑی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بھاری عذاب تیار ہے**“۔ (المائدہ:5:33)

اے مسلم ممالک کی افواج!

اپنے آباؤ اجداد کو یاد کرو۔ صلاح الدینؒ کو یاد کرو جس نے صلیبیوں کا خاتمہ کر دیا جب انہوں نے زمین پر فساد پھیلا دیا تھا... قطوز اور بیبرس اور ان مسلم سپاہیوں کو یاد کرو جنہوں نے تاتاریوں کا خاتمہ کیا تھا... یاد کرو کہ یہ سب معرکے ارضِ مقدس، فلسطین کی سرزمین پر وقوع پذیر ہوئے تھے۔ ان سب کارناموں کو یاد کرو، ان کے جانشیں بنو، ان کی راہ پر چلو اور فلسطین کو تیسری بار ان یہودیوں کا قبرستان بنا دو جنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور ان کے ان مددگاروں کا بھی جنہوں نے تمہیں نکالنے میں مدد کی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ**﴾ ”**اللہ تمہیں ان سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے**

جنہوں نے دین کے حوالے سے تم سے لڑائی کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہیں نکالنے میں اوروں کی مدد کی۔ تو جو لوگ ایسوں سے دوستی کریں گے تو وہی ظالم ہیں"(الممتحنہ؛60:9)۔ یہ فرمان القوی العزیز کی طرف سے ہے، ارشاد ہے، ﴿وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ﴾ "**اور ان کو جہاں پاؤ، قتل کردو اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے وہاں سے تم بھی ان کو نکال دو**"(البقرۃ؛2:191)۔

اے مسلم ممالک کی افواج!

کیا تم میں کوئی ایک بھی صالح جوانمرد نہیں؟ وہ جو اللہ کی تسبیح کرتا ہوا افواج کی قیادت کرے، خاص طور پر کنعانہ اور شام کی سرزمین میں، اور باقی افواج اللہ کی طرف سے فتح پر تسبیح کرتی ہوئی اس کی پیروی کریں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ﴾ "**بے شک ضرور ہم اپنے رسولوں کی اور جو لوگ ایمان لائے، ان کی دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے (یعنی روزِ قیامت کو)**" (الغافر؛40:51)۔ بس بہت ہو گیا، اے افواج! نہ تو معافی طلب کرنے والے کے لئے کوئی عذر بچا ہے اور نہ ہی احتجاج کرنے والے کے لئے۔ آپ کے لئے صرف یہ کافی نہیں کہ عمل کچھ بھی نہ کریں اور بس غصے سے اپنے دشمن پر دانت پیستے رہیں۔ بلکہ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ، العلیم الخبیر نے فرمایا؛ ﴿قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ﴾ "**ان سے لڑو، اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب میں ڈالے گا اور انہیں رسوا کرے گا، اور تم کو ان پر غلبہ دے گا اور مومنین کے سینوں کو شفا بخشے گا**"(التوبۃ؛9:14)۔

حزب التحریر

18 رجب، 1445ھ

30 جنوری، 2024ء

فہرست

ہندوستان کا شہریت (ترمیمی) ایکٹ، خلافت راشدہ کی فوری بحالی کی ضرورت کی نشاندہی کرتا ہے، جو کہ امت کی ڈھال ہے

20 مارچ 2024 کو، امریکی اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ کے ترجمان سے پریس بریفنگ کے دوران سوال پوچھا گیا کہ "بھارت نے شہریت کے ایک متنازعہ قانون کو نافذ کیا ہے جس کو بڑے پیمانے پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں کو باہر رکھا گیا ہے، اور اسلام کے علاوہ ہر بڑے جنوبی ایشیائی عقیدے سے تعلق رکھنے والے مہاجروں کے لیے ایک مذہبی امتحان کا تعین کیا گیا ہے۔" ترجمان نے جواب دیا، "ہم 11 مارچ کو شہریت (ترمیمی) ایکٹ کے نوٹیفکیشن کے بارے میں فکر مند ہیں۔ ہم اس ایکٹ کو بڑے قریب سے دیکھ رہے ہیں۔" [1]

امریکہ نے مودی کو بھارت اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے خلاف اپنی جاری جنگ میں بالکل اسی طرح کھلی چھوٹ دی ہوئی ہے جس طرح اس نے غزہ میں نیتن یاہو کو بدترین مظالم کی کھلی آزادی فراہم کی ہوئی ہے، اور دنیا کو دھوکہ دینے کے لیے اپنے آپ کو اس معاملے کی نگرانی کرنے اور تشویش کا اظہار کرنے تک محدود رکھا ہوا ہے۔ مودی انتخابات کی تیاری کر رہا ہے، اور اس کی انتہا پسند بی جے پی حکومت انتخابات جیتنے کے لیے مسلم مخالف نفرت پر انحصار کر رہی ہے۔ مودی مسلمانوں کے خلاف نفرت اور تشدد کو بھڑکاتا ہے، اس کے حامی مسلمانوں کو شہید کرتے ہیں اور حکومتی اداروں کی حمایت سے مسلمانوں کے گھروں کو مسمار کرتے ہیں۔

جہاں تک شہریت ایکٹ میں ترمیم کی حقیقت کا تعلق ہے تو یہ مسلمانوں کے ساتھ کھلا امتیاز ہے۔ انڈین ایکسپریس اخبار نے 13 مارچ 2024 کو رپورٹ کیا، "پیر (11 مارچ 2024) کو جاری ہونے والے شہریت (ترمیم) ایکٹ 2019 رولز کے مطابق پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان سے تعلق رکھنے والا کوئی ہندو، سکھ، بدھ، جین، پارسی یا عیسائی، جو 31 دسمبر 2014 سے پہلے ہندوستان میں داخل ہوا تھا، اب وہ اپنے ممالک کے ویلڈ پاسپورٹ یا ہندوستان کی جانب سے جاری ہونے والا درست ویزا دستاویز دکھائے بغیر ہندوستانی شہریت حاصل کر سکتا ہے [2]۔ یہ حیران کن

ہے کہ اسلام کو بطور مذہب اس میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔ شدید اذیت کے شکار روہنگیا مسلمانوں کو بھی اس سے باہر رکھا گیا ہے، اور آسام کے قبائلی علاقوں میں بسنے والے مسلمان بھی اس میں شامل نہیں، جو ایک عرصے سے تکالیف برداشت کررہے ہیں۔ اس طرح انہیں جلاوطنی اور قید سے کوئی قانونی تحفظ حاصل نہیں ہے۔

جہاں تک مقبوضہ کشمیر کا تعلق ہے، تو کئی دہائیوں سے جموں و کشمیر کے لوگوں کو ہندو ریاست کے ہاتھوں من مانی حراست اور غیر قانونی قتل کا سامنا ہے۔ دسیوں ہزار شہید ہو چکے ہیں جبکہ ہزاروں آزاد مسلم خواتین کی عصمت دری کی گئی ہے۔ 2019 میں آرٹیکل 370 کی منسوخی کے بعد ان کے لیے صورت حال مزید خراب ہوئی۔ یہ سب کچھ جنوبی ایشیا کے وسیع تر خطے میں ہندوستانی انٹیلی جنس کے فتنوں کے علاوہ ہے، جس میں خطے کی سب سے مضبوط مسلم ریاست، پاکستان کے اندر عدم استحکام کو ہوا دینا بھی شامل ہے۔

ہندوستان کے اندر اور اس کے ہمسائیہ علاقوں میں بسنے والے مسلمانوں کے مصائب کی وجہ وہ استعماری پالیسی ہے جس کے تحت مسلمانوں کو قوم پرستی کی بنیاد پر تقسیم کیا گیا ہوا ہے۔ تاہم، اگر ہم اس استعماری پالیسی کو ترک کردیں، تو صورتحال کافی حد تک بدل جاتی ہے۔ اگر ہم خود کو سرکاری اعداد و شمار تک محدود رکھیں، یہ جانتے ہوئے کہ بھارت میں انتہاپسند حکومت مسلمانوں کی آبادی کو جان بوجھ کر کم رپورٹ کرتی ہے، تو بنگلہ دیش کے 150 ملین، پاکستان کے 240 ملین اور بھارت اور مقبوضہ کشمیر کے اندر 204 ملین مسلمان مل کر 594 ملین یعنی 60 کروڑ بنتے ہیں۔ یہ تعداد افغانستان کے مجاہد مسلمانوں کو شامل کیے بغیر ہے، جن کی تعداد ان کے اسلامی جنگجوانہ جذبے کی وجہ سے کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ ہندوستان کے ایک ارب ہندوؤں کے سامنے، مسلمانوں کے حق میں توازن اور بھی زیادہ بدل جاتا ہے جب ہم پوری اسلامی امت کو شامل کریں، جو کہ 1.9 ارب مسلمان ہیں۔

تاہم مسلمانوں کے موجودہ حکمرانوں کے پاس اسلامی اخوت کی بے پناہ صلاحیتوں کا ادراک اور انہیں استعمال کرنے کا کوئی سیاسی منصوبہ نہیں ہے۔ اس کے بجائے وہ قوم پرستی کی بنیاد پر مسلمانوں کے درمیان نفرت کو ہوا دیتے ہیں۔ مزید یہ کہ وہ خطے میں ہندو ریاست کے تسلط کو قائم کرنے میں سہولت فراہم کرتے ہیں۔ جب اگست 2019

میں مودی نے مقبوضہ کشمیر کا زبردستی الحاق کیا تو پاکستان کے حکمرانوں نے افواج پاکستان کو روکا، انہوں نے کشمیر کے مجاہدین کی پیٹھ میں چھرا گھونپتے ہوئے جہاد کو بھی غداری قرار دے دیا۔ جہاں تک بنگلہ دیش کے حکمرانوں کا تعلق ہے تو انہوں نے ہندوستان کو ہر طرح کے مواقع استعمال کرنے کی کھلی آزادی فراہم کر رکھی ہے۔ جہاں تک افغانستان کے حکمرانوں کا تعلق ہے تو یہ دیکھنا واقعی تکلیف دہ ہے کہ امریکی قابض افواج کو نکال باہر کرنے کے بعد اب وہ ہندو ریاست کے لیے اپنے دروازے کھول رہے ہیں۔

اے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانو! ہندو ریاست کی بڑھتی ہوئی دشمنی کے سامنے آپ کو خود کو کمزور، بے بس اقلیت نہیں سمجھنا چاہیے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ نے خلافت راشدہ کے زمانے سے اس پورے خطے پر حکومت کی تھی۔ ان تمام صدیوں میں آپ کی تعداد ہمیشہ ہندوؤں سے کم رہی۔ اس کے باوجود آپ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نصر سے ہمیشہ غالب رہے۔ آپ غالب ہوئے، جیسا کہ ہندو اسلام کے انصاف کے لیے آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔ انگریز قابضین کی جانب سے فرقہ وارانہ نفرت کو ہوا دینے سے قبل، ہندو 1857 میں استعماری قبضے کو ختم کرنے کے لیے آپ کی قیادت میں کھڑے ہوئے۔

اے پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان اور مقبوضہ کشمیر میں ہتھیاروں اور جنگ کے لوگو! اس رمضان، فتح کے مہینہ میں، ان ادنیٰ ہندو بت پرست مشرکین کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو مسترد کر دو، جو جنگ میں بزدل ہیں۔ یاد رہے محمد بن قاسم نے مجاہدین کی ایک چھوٹی سی فوج کے ساتھ مودی کے جدامجد ظالم راجہ داہر کی بڑی فوجوں کو شکست دی تھی۔ سلطان اورنگزیب عالمگیر کو یاد کریں جنہوں نے جنوری 1666 میں جدید دور کے بنگلہ دیش میں چٹاگانگ کو بہادری سے آزاد کرایا۔ اس نے مشرک رخائن سلطنت، جو اس وقت اپنے 500 سالہ اقتدار کے عروج پر تھی، کی قابض افواج کو ایسی زبردست شکست دی تھی کہ وہ سلطنت منہدم ہو کر بکھر گئی۔ اس رمضان میں، بدر کے جذبے کو زندہ کریں اور آج کے راجہ داہر سے نجات دلانے کے لیے ہوئے نبوت کے نقش قدم پر خلافت کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے کام کریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، **وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ**

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالۡوِلۡدَانِ "اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے"(النساء، 4:75)۔

حوالہ جات:

[1] https://www.state.gov/?post_type=state_briefing&%3Bp=92333

[2]https://indianexpress.com/article/india/no-passport-no-visa-rules-eased-for-seeking-citizenship-under-caa-9208796/

فہرست

سوال وجواب: سونے کے زیوات کو کرایہ پر دینا

(عربی سے ترجمہ)

شیخ حسام ابو محمود کیلئے

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جزاک اللہ خیر اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو کامیابی عطا فرمائیں۔

اگر آپ مہربانی کریں تو میں ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں: سونے کو کرایہ پر دینے کا کیا حکم ہے، کیونکہ کچھ لوگ سونے کو چند دن کے لئے کرایہ پر دیتے ہیں اور یہ رواج کچھ ممالک میں عام ہو چکا ہے۔ جزاک اللہ خیر

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کرایہ داری (اجارہ) کا عقد معاوضہ کے بدلے میں منفعت حاصل کرنا ہے۔ گھر، جانور، گاڑیاں اور ان جیسی دیگر اشیاء جن سے منفعت حاصل کی جاسکتی ہے وہ اجارہ کے عقد میں شامل ہیں۔ اس کی وضاحت ہم "اسلامی شخصیت (جلد دوئم)" کے باب "اجارہ" میں کر چکے ہیں، جس میں بیان ہے:

"کرایہ داری (اجارہ) کا عقد معاوضہ کے بدلے منفعت حاصل کرنا ہے اور اس کی تین اقسام ہیں:

پہلی قسم: اس عقد میں معاوضہ کے بدلے اشیاء سے منفعت حاصل کی جاسکتی ہے جیسے گھر، جانور، گاڑیاں اور ان جیسی دیگر اشیاء۔

دوسری قسم: اس عقد میں معاوضہ کے بدلے خدمات سے منفعت حاصل کی جاسکتی ہے، جیسے کچھ کاروباری اور صنعت کار حضرات سے حاصل کی جانے والی خدمات یا پھر رنگ ساز، لوہار، بڑھئی اور دیگر اسی انواع کی خدمات کرایہ (اجارہ) پر حاصل کرنا۔

تیسری قسم: اس عقد میں کسی شخص سے معاوضہ کے بدلے منفعت حاصل کی جاسکتی ہے، جیسے گھریلو ملازمین، مزدور اور دیگر اسی انواع کی منفعت۔

اجارہ اپنی تمام انواع کے ساتھ جائز و حلال ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾

"اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے تاکہ ایک دوسرے سے خدمت لے اور جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں تمہارے پروردگار کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے"۔ (سورۃ الزخرف: 32)

اور البیہقی نے أبوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«من استأجر أجيراً فليعلمه أجره»

"جو شخص بھی کسی کو ملازم رکھے وہ اس کو اس کی اجرت بتا کر رکھے"۔

امام بخاری سے روایت ہے کہ:

«أن النبي ﷺ والصِدَّيق استأجرا رجلاً من بني الدِّيل هادياً خرِّيتاً»

"نبی ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ نے بنو دیل کے ایک شخص کو راستہ بتانے کے لئے اجرت پر رکھا"۔

جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کسی بھی چیز جس کی منفعت جائز ہے اسے مقررہ معاوضہ اور مقررہ مدت کے لئے کرایہ (اجارہ) پر حاصل کیا جاسکتا ہے۔ پس ایک گاڑی کو ایک مخصوص مدت، مخصوص معاوضہ اور کسی خاص استعمال کے لئے کرایہ پر لیا جاسکتا ہے۔ لیکن جہاں تک سونے اور چاندی کا کسی عورت کے بناؤ سنگھار کے لئے ایک مخصوص مدت اور مخصوص معاوضہ کے عوض کرایہ پر لینے کا تعلق ہے تو مجھے یہ غیر مناسب محسوس ہوتا ہے کیونکہ اسلام میں سونا اور چاندی نقدی کی بنیاد ہیں۔ تو پھر کیسے نقدی کے بدلے نقدی کرایہ کی صورت میں وصول کی جاسکتی ہے؟ یعنی نقدی اپنی ہی جنس میں کیسے کرایہ پر دی جاسکتی ہے؟ بہر حال اس مسئلہ میں گہرائی سے تحقیق کی ضرورت ہے، اور شاید یہ مستقبل میں ہو پائے، ان شاءاللہ۔

بہر حال میں آپ کے لئے چند ایک فقہی آراء کو بیان کیے دیتا ہوں تاکہ آپ ان میں کسی ایک رائے کو اپنا سکیں۔

1- ابن قدامہ المغنی (5/403) میں لکھتے ہیں:

باب 4305: "اگرچہ اسے کرائے پر دینا جائز ہے، کسی بھی ملکیت کو کسی جائز منفعت کے بدلے کرایہ پر دینا مباح ہے، یہ ویسا ہی ہے جیسے اصل حکم جو کہ زمین یا گھر کے بارے میں ہے۔۔۔ زیورات کو کرایہ پر دینا جائز ہے۔ عبد اللہ نے اپنے والد احمد سے روایت کیا ہے۔ الثوری، شافعی، اسحٰق، ابو ثور اور دیگر اہلِ رائے نے بھی یہی کہا ہے۔ یہ روایت احمد کی سند سے ہے کہ انہوں نے زیورات کو کرایہ پر دینے کے متعلق بیان کیا: مجھے نہیں معلوم کہ یہ کیا ہے؟ القاضی نے کہا ہے: (اس کی حرمت) اس سے مشروط ہے کہ اسے اسی کی جنس میں ہی کرائے پر دیا جائے، جہاں تک کسی دوسری جنس کا تعلق ہے تو اس میں کوئی مسئلہ نہیں، یہ احمد کی رائے کی بنیاد پر ہے جس کے مطابق یہ جائز ہے۔ امام مالک

زیورات اور ملبوسات کو کرایہ پر دینے کے بارے میں کہتے ہیں: یہ ان مسائل میں سے ہے جن میں شک ہے۔ شاید وہ خیال کرتے تھے کہ اس سے مراد آرائش کی اشیاء ہیں، اور وہ اصلاً مقصود نہیں"۔

2۔امام النوویؒ فرماتے ہیں:

"الصمیری اور الماوردی اور ان دونوں کے پیروکاروں کا کہنا ہے کہ یہ بہتر ہے کہ کوئی شخص سونے اور چاندی کے زیورات کو کرایہ پر دے، لیکن اسی جنس کے بدلے نہیں، بلکہ اسے چاہیئے کہ وہ سونے کو چاندی کے بدلے اور چاندی کو سونے کے بدلے میں کرایہ پر دے۔ لیکن اگر کوئی شخص سونے کے بدلے سونا اور چاندی کے بدلے چاندی کرایہ پر دے تو اس کے بارے میں دو رائے پائی جاتی ہیں: (پہلی رائے یہ ہے کہ) اس کے سودی لین دین ہونے کے شبہ کی وجہ سے یہ باطل ہے۔ اور صحیح رائے یہ ہے کہ یہ بھی بقیہ کرائے داریوں کی طرح جائز ہے۔ الماوردی فرماتے ہیں: پہلی رائے باطل ہے کیونکہ کرایہ داری سودی عقد نہیں ہوتا، لہٰذا سونے کے زیورات کو تاخیر سے ادا کیے گئے (مؤجل) درہم کے عوض کرایہ پر دینا جائز ہے، مسلمانوں کے اجماع کی وجہ سے، اور اگر اس میں سود شامل ہو تو پھر یہ لین دین جائز نہیں ہوگا"۔ (المجموع 46/6)

3۔کویتی فقہی انسائیکلوپیڈیا (283/12، الشاملہ کی خودکار نمبرنگ کے ساتھ):

"زیورات کو کرایہ پر دینا:

25-بنیادی اصول یہ ہے کہ ان اشیاء کو کرایہ پر دینا جائز ہے جن سے منفعت حاصل کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ منفعت حلال ہو اور وہ چیز مالک کو اصل حالت میں واپس لوٹائی جائے۔ اس پر شوافع اور حنابلہ کا کہنا یہ ہے کہ ملبوسات اور زیورات کو آرائش کے لیے استعمال کرنا جائز ہے۔ ان سے منفعت لینا جائز ہے اگر مالک کو چیز اصل حالت میں لوٹانے کی نیت ہو، اور زینت و آرائش حلال معاملات میں سے ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ ﴾

"پوچھو کہ جو زینت (وآرائش) اور کھانے (پینے) کی پاکیزہ چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں ان کو حرام کس نے کیا ہے؟" (الاعراف: 32)۔

سونے اور چاندی کو اپنی جنس کے علاوہ کسی اور چیز کے عوض کرایہ پر دینا کا مدار دونوں فریقوں کے درمیان اتفاق پر ہے۔

اپنی ہی جنس میں کرایہ داری کے بارے میں امام احمد نے تردد کا اظہار کیا ہے اور انہی سے یہ مروی ہے کہ یہ مطلقاً جائز ہے۔

جہاں تک احناف کی رائے ہے تو انہوں نے آرائش کے لیے ملبوسات اور برتنوں کی کرایہ داری کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص ملبوسات کو یا برتنوں کو زینت وآرائش کے لئے کرایہ پر لیتا ہے، یا کسی جانور کو آمدنی کے لئے یا کسی گھر کو جس میں رہائش مقصود نہ ہو۔۔۔ تو کرایہ داری کی یہ سب اقسام فاسد ہیں اور اس میں اس شخص کے لئے کوئی اجر نہیں ہے، کیونکہ یہ اس شئے کی غیر مقصود منفعت ہے۔ (جبکہ) یہ جائز ہے کہ لباس پہننے کے لئے، اسلحہ جہاد کے لئے، خیمہ سکونت کے لئے اور اسی طرح کی اور اشیاء مقررہ مدت اور مقررہ رقم کے عوض کرایہ پر لی جائیں۔ اور زیورات کو ملبوسات (پہناوے) میں شمار کیا جاتا ہے۔

مالکیہ نے زیورات کو کرایہ پر دینے پر کراہت کا اظہار کیا ہے، کیونکہ لوگوں میں اس قسم کی کرایہ داری کا کوئی رجحان نہیں تھا۔ انہوں نے کہا: بہتر یہ ہے کہ زیورات کو استعمال کے لیے بلا معاوضہ دے دیا جائے اور یہی معروف ہے"۔

کویتی فقہی انسائیکلوپیڈیا (294/22، الشاملہ کی خودکار نمبرنگ کے ساتھ):

"مطلوبہ سونے کو کرایہ پر لینا:

30۔ حنابلہ نے سونے کے دراہم کو مقررہ مدت کے لئے زینت وآرائش اور وزن کے لئے کرایہ پر لینے کو جائز قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں ہر اس چیز کو بھی جائز قرار دیا ہے جس کی ضرورت ہو، جیسے سونے کے اضافی سکے، کیونکہ یہ ایک جائز منفعت ہے جس کو حاصل کیا جائے جبکہ اصل چیز ویسی ہی رہے، اور بلا اختلاف اس طرح کی ہر چیز کرایہ پر لینا جائز ہے۔ اور شوافع نے دراہم کو کرایہ پر دینے کی ممانعت کی ہے اور زیورات کی کرایہ داری کو جائز کہا ہے۔"

4۔ شمس الدین محمد السیوطی اپنی تالیف جواہر العقود میں لکھتے ہیں اور پھر القاہری الشافعی جو 880ھ میں فوت ہوئے، باب (216/1):

"زیورات کو کرایہ پر دینے میں ان کا اختلاف ہے، سونا سونے کے بدلے اور چاندی چاندی کے بدلے۔ کیا یہ ناپسندیدہ ہے؟ امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ نے کہا اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ اور امام احمدؒ نے کہا اس میں کراہت ہے۔"

5 - الفقہ علی المذاہب الأربعہ (3/ 60) :

"جہاں تک تیسری قسم کا تعلق ہے جو ناپسندیدہ ہے، اس میں زیورات کی کرایہ داری کا معاملہ ہے جو مکروہ ہے چاہے سونے کے زیورات ہوں یا چاندی کے۔

اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جس چیز کی کرایہ داری مکروہ ہے وہ زیورات ہیں جن کا استعمال مباح ہے لیکن ممنوعہ اشیاء کے بدلے اس کو کرائے پر دینا حرام ہے۔ اگر کوئی شخص زیورات کو کرایہ پر لیتا ہے تو یہ درست نہیں ہے اور بعض نے اس سے کراہت کا اظہار کیا ہے چاہے اس کا استعمال حلال ہو یا حرام۔"

آپ کی معلومات کے لئے، نسائی اپنی سنن میں أبو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيرُ لِإِنَاثِ أُمَّتِي وَحُرِّمَ عَلَى ذُكُورِهَا»

"میری امت کی عورتوں کے لئے سونا اور ریشم پہننا حلال ہے اور اس کے مردوں کے لئے حرام"۔

پس جس رائے سے آپ مطمئن ہوں اس کی اتباع کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کا بھائی،

عطاء بن خلیل أبو الرشتہ

13 صفر الخیر 1445ھ

بمطابق 29/8/2023ء

فہرست

سوال وجواب: حدیثِ مبارکہ ہے کہ «إِنَّ الإِسْلامَ يَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهُ» "اسلام اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو مٹادیتا ہے"

(عربی سے ترجمہ)

صلاح فوزی کے لیے

سوال:

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ۔

محترم بھائی،اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعاہے کہ آپ خیر وعافیت سے رہیں۔

کتاب مقدمہ الدستور کی جلد نمبر 1، آرٹیکل 95میں بیان کیا گیاہے کہ:

"جہاں تک اسلام اور مسلمانوں کو ایذا پہنچانے والوں کے حوالے سے متعلق برتاؤ کا تعلق ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکّہ کو فتح کیا تو آپ ﷺ نے اُن چند لوگوں کے قتل کا حکم دیا جو زمانہ جاہلیت میں اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے رہے تھے اور وہ قتل کردیئے گئے، حتیٰ کہ اگر وہ خانہ کعبہ کے پردوں سے چمٹے بھی ہوئے تھے، یادرہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہی فرمایا: **«إِنَّ الإِسْلامَ يَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهُ» "اسلام اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو مٹادیتا ہے"**، اسے احمد اور طبرانی نے عمرو بن العاص کی سند سے روایت کیا ہے۔ یعنی بالفاظِ دیگر، کیا جو اسلام اور مسلمانوں کو اذیت پہنچاتا ہے وہ اس حدیث سے مستثنیٰ ہے؟

میں نے ان لوگوں کی بابت تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں میں سے کچھ مسلمان تھے اور اپنے اسلام سے مرتد ہو گئے تھے اور کچھ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور انہیں قتل کردیا گیا۔ چونکہ کوئی شخص جو

مسلمان ہوا اور پھر مرتد ہو جائے، تو بنیادی اصول یہ ہے کہ اسے مرتد ہونے کی سزا دی جائے گی اور جو شخص اپنے شرک پر ہی قائم رہے اور اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والوں میں سے ہو تو اسے مسلمانوں کے امام (سلطان) کی مرضی کے مطابق معافی یا موت دی جائے گی، جسے وہ (سلطان) مناسب سمجھے گا جیسا کہ اوپر مضمون میں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن ان دونوں صورتوں میں "اسلام اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو مٹادیتا ہے" کا اصول ان پر لاگو نہیں ہوتا، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ حدیث، «إن الإسلام يجب ما قبله» "اسلام اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو مٹادیتا ہے" کا اصول ان لوگوں پر لاگو ہوتا ہے جنہوں نے ابھی اسلام قبول کیا ہو۔ سوال یہ ہے کہ اس مضمون میں اس حدیث کا حوالہ کیوں دیا گیا ہے؟ جبکہ ہم یہ جانتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام جیسے خالد بن ولیدؓ اور وحشی بن حربؓ نے مسلمانوں کے خلاف تلوار چلائی اور مسلمانوں کو قتل کیا اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے اسلام لانے کے بعد کچھ نہیں کہا؟ اللہ تعالیٰ آپ کو اس میں مزید برکت عطا کرے، آپ کی رہنمائی کرے، اور آپ کے ہاتھوں فتح نصیب کرے۔

صلاح فوزی-القدس الشریف

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایسا لگتا ہے کہ اس مسئلے کو سمجھنے میں ابہام ہے۔ احمد اور طبرانی نے عمرو بن العاصؓ کی سند سے نبی ﷺ کی حدیث نقل کی ہے کہ **«إِنَّ الإِسْلَامَ يَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَه» "اسلام اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو مٹادیتا ہے"**۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص کفار میں سے اسلام قبول کرے گا، اس کے اسلام لانے سے پہلے کیے گئے برے اعمال سے متعلق یہ سمجھا جائے گا کہ گویا ان اعمال کا وجود ہی نہیں تھا، یعنی اسلام لانے سے

پہلے والے اعمال پر اس سے مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا اس کا اسلام میں داخل ہونا اس کے گناہوں کو مٹادے گا کیونکہ اسلام اپنے سے پہلے کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ جہاں تک رسول اللہ ﷺ کے اس حکم کا تعلق ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فتحِ مکہ کے موقع پر ان چند لوگوں کا خون بہانے (یعنی قتل کرنے) کا حکم دیا تھا جو زمانہ جاہلیت میں اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے رہے تھے اور یہ بھی کہا کہ ان کو قتل کر دیا جائے خواہ وہ خانہ کعبہ کے پردوں سے ہی کیوں نہ لپٹے ہوں، تو اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو جو نقصان پہنچایا تھا اُس کے لیے وہ جوابدہ رہیں گے، خواہ وہ اسلام بھی قبول کر لیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ (وإن تعلقوا بأستار الكعبة) "خواہ وہ خانہ کعبہ کے پردوں سے ہی کیوں نہ لپٹ جائیں" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے کوئی رعایت نہیں فرمائی، بلکہ ہر حال میں ان کے قتل کا حکم دیا، لہٰذا ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں تو ان کو ان کے اعمال کی سزا دی جائے گی چاہے وہ اسلام قبول کر لیں۔ پس رسول اللہ ﷺ کی حدیث إِنَّ الإِسْلاَمَ يَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَه، "اسلام اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو مٹادیتا ہے" میں یہ لوگ شامل نہیں ہیں یعنی وہ اس حدیث سے مستثنیٰ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے تو ان کا اسلام لانا ان کے اس فعل کا ازالہ نہیں کرے گا بلکہ ان سے اس کا حساب لیا جائے گا، اور اس کے بعد ان کا معاملہ امام (سلطان) پر ہے، اگر وہ چاہے تو انہیں معاف کر دے اور اگر وہ چاہے تو انہیں سزا دے دے۔

اس فہم کے درست ہونے کی دلیل وہ حدیث ہے جو النسائی نے اپنی سنن میں مصعب بن سعدؓ سے اور انہوں نے اپنے والد کی سند سے روایت کی ہے، انہوں نے بیان کیا: «**لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّاسَ إِلَّا أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَقَالَ اقْتُلُوهُمْ وَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَطَلٍ وَمَقِيسُ بْنُ صُبَابَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ فَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَطَلٍ فَأُدْرِكَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَبَقَ إِلَيْهِ سَعِيدُ بْنُ حُرَيْثٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَسَبَقَ سَعِيدٌ عَمَّاراً وَكَانَ أَشَبَّ الرَّجُلَيْنِ فَقَتَلَهُ وَأَمَّا مَقِيسُ بْنُ صُبَابَةَ فَأَدْرَكَهُ النَّاسُ فِي السُّوقِ فَقَتَلُوهُ وَأَمَّا عِكْرِمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَ فَأَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِينَةِ أَخْلِصُوا فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا**

تُغْنِي عَنكُمْ شَيْئاً هَاهُنَا فَقَالَ عِكْرِمَةُ وَاللَّهِ لَئِنْ لَمْ يُنَجِّنِي مِنْ الْبَحْرِ إِلَّا الْإِخْلَاصُ لَا يُنَجِّينِي فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ اللَّهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْداً إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ أَنْ آتِيَ مُحَمَّدًاً ﷺ حَتَّى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِهِ فَلَأَجِدَنَّهُ عَفُوّاً كَرِيماً فَجَاءَ فَأَسْلَمَ وَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ جَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايِعْ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثاً كُلَّ ذَلِكَ يَأْبَى فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ فَقَالُوا وَمَا يُدْرِينَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا فِي نَفْسِكَ هَلَّا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ قَالَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ أَعْيُنٍ»

"جس دن مکّہ مکرمہ فتح ہوا، رسول اللہ ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کے سوا تمام لوگوں کو امان دے دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، 'اگر تم ان کو کعبہ شریف کے پردوں سے لپٹا ہوا بھی پاؤ، تب بھی ان کو قتل کر دو'۔ (وہ چار مرد یہ تھے)، عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ عبداللہ بن خطل کعبے کے پردوں سے لپٹا ہوا پایا گیا۔ سعید بن حریثؓ اور عمار بن یاسرؓ اس کی طرف لپکے۔ سعیدؓ، عمارؓ سے پہلے پہنچ گئے کیونکہ وہ عمارؓ کی نسبت جوان تھے اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں پکڑ لیا اور قتل کر دیا۔ عکرمہ بھاگ کر سمندر میں کشتی پر سوار ہو گیا اور وہ کشتی طوفان میں پھنس گئی۔ کشتی کے لوگوں نے کہا: سب لوگ خالص اللہ کو پکارو اس لیے کہ تمہارے یہ معبود تمہیں یہاں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ عکرمہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر سمندر سے مجھے سوائے توحید خالص کے کوئی چیز نہیں بچا سکتی تو خشکی میں بھی اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ اے اللہ! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو مجھے میری اس مصیبت سے بچالے گا جس میں میں پھنسا ہوا ہوں تو میں محمد (ﷺ) کے پاس جاؤں گا اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا اور میں ان کو مہربان اور بخشنے والا پاؤں گا، چنانچہ وہ آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ رہا عبداللہ بن ابی سرح، تو وہ عثمان بن عفانؓ کے پاس چھپ گیا، جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا۔ تو عثمان ان کو لے کر آئے اور اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس لا کھڑا کر دیا اور بولے: اللہ کے رسول! عبداللہ سے بیعت لے لیجئے، آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور اس کی طرف تین بار دیکھا، ہر مرتبہ آپ انکار کر رہے تھے، لیکن تین مرتبہ کے بعد آپ ﷺ نے اس سے بیعت لے لی، پھر اپنے صحابہؓ کی طرف متوجہ

ہو کر فرمایا، 'کیا تم میں کوئی ایک شخص بھی سمجھ دار نہ تھا جو اس کی طرف اٹھ کھڑا ہوتا جب مجھے اس کی بیعت سے اپنا ہاتھ کھینچتے دیکھا کہ اسے قتل کر دے؟' لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں کیا معلوم کہ آپ ﷺ کے دل میں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے اپنی آنکھ سے ہمیں اشارہ کیوں نہیں کر دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، 'کسی نبی کے لیے یہ مناسب اور لائق نہیں کہ وہ کنکھیوں سے خفیہ اشارہ کرے'''۔

پس، رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ مسلمان، عبداللہ بن ابی السرح کو قتل کر دیں حالانکہ وہ ان کے پاس مسلمان ہو کر بیعت کے لیے آئے تھے۔ یہ اس بات پہ دلالت کرتا ہے کہ ایسے لوگوں کا قتل کرنے کا حکم مطلق تھا لہٰذا ان کا اسلام میں داخل ہونا انہیں لازمی طور پر تحفظ فراہم نہیں کر سکتا بلکہ ان کا معاملہ امام کی طرف لوٹا یا جائے گا، پھر اگر وہ چاہے تو انہیں سزا دے اور اگر چاہے تو انہیں معاف کر دے۔

لہٰذا، مسلمانوں کو ایذا دینے والے جن کفار کو رسول اللہ ﷺ نے اسلام لانے کے بعد سزا نہیں دی، مثلاً عکرمہ ابن ابی جہل، تو رسول اللہ ﷺ کا یہ فعل 'امام کی طرف سے معافی' کے اختیار کے تحت تھا جیسا کہ کتاب 'الأجهزة' میں بیان کیا گیا ہے کہ: (اور چونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے بعض کو بعد میں معاف کر دیا تھا جیسا کہ عکرمہ بن ابی جہل، لہٰذا خلیفہ کے لیے جائز ہے کہ وہ ان لوگوں کے خلاف مقدمہ لائے یا انہیں معاف کر دے)۔

مجھے امید ہے کہ اس مسئلے کو سمجھنے کے حوالے سے ابہام دور ہو گیا ہوگا۔

آپ کا بھائی،

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

17 ربیع الاول 1445ھ

بمطابق 2 اکتوبر، 2023 عیسوی

فہرست

سوال کا جواب: غزہ کی جنگ ختم ہونے کے بعد تجویز کردہ مختلف حل

(عربی سے ترجمہ)

سوال:

جیسا کہ یہودی وجود کی جانب سے برپا کی گئی نسل کشی کی جنگ، مغربی امریکہ کے اکسانے اور حمایت کے ساتھ غزہ کے لوگوں کے خلاف مسلسل پانچ ماہ سے زائد عرصہ سے جاری ہے اور زخمیوں اور شہداء کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے، عمومی تباہی کے ساتھ بہت سی عمارتوں کا مسمار ہونا اس کے علاوہ ہے، تو اب اس صورتحال پر بہت سے مباحثہ جات ہو رہے ہیں کہ جنگ کے بعد اس صورتحال کے حل کے لیے کیا پراجیکٹس ہوں گے اور امریکہ کی قیادت میں استعماری ممالک کے منصوبوں کے مطابق سیاسی طور پر کیا چیزیں سامنے آسکتی ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ ان منصوبوں سے کیا توقع کی جاسکتی ہے؟ کیا یہ امید کی جاسکتی ہے کہ مغربی کنارہ جوں کا توں رہے گا اور غزہ پر فوجی قبضہ ہو جائے گا؟ یا یہ کہ مغربی کنارے اور غزہ کو ایک غیر مسلح ریاست کی شکل دے دی جائے گی؟ یا پھر یہ کہ مغربی کنارہ ایسے ہی رہے گا اور بقیہ غزہ بین الاقوامی و عرب انتظامیہ یا پھر خود مغربی کنارے کی طرح اپنی انتظامیہ کے تحت ہو گا؟ اس کا درست حل کیا ہے؟

براہِ مہربانی وضاحت فرمائیں، شکریہ

جواب:

سوال کے جواب سے پہلے، درج ذیل نکات کو واضح کرنا ضروری ہے:

اول: سرزمین فلسطین کے بارے میں چند اہم باتیں:

1۔ ہم جانتے ہیں کہ برطانوی وزیر خارجہ نے بالفور ڈیکلریشن میں فلسطین میں یہودیوں کے لئے قومی وطن کے قیام کے لیے برطانوی حکومت کی حمایت کا اعلان کیا تھا اور یہ کہ لارڈ روتھ شیلڈ کے نام ان کے 02 نومبر، 1917ء کے خط میں بھی یہ شامل تھا۔ یہ عہد پہلی جنگ عظیم کے آخری ایام میں چند عرب اور ترک غداروں کی بنا پر خلافت عثمانیہ کے انہدام کے دوران کیا گیا... اس عہد سے برسوں پہلے برطانیہ کی حمایت یافتہ صیہونی تنظیموں کے نمائندے ہرڈزل نے 18 مئی 1901 میں عثمانی خلیفہ کو ایک درخواست پیش کی تھی۔ اس درخواست میں خلافت عثمانیہ کے اس وقت کے مالی بحران سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے فلسطین میں زمین دینے کے عوض خلافت کے خسارے کو بھرنے کے لئے بھاری رقوم کی پیشکش کی گئی تھی، لیکن خلیفہ عبدالحمید کا ہرڈزل کو دیا جانے والا جواب نہایت ٹھوس اور دانشمندانہ تھا: "میں فلسطین کی سرزمین کا ایک انچ بھی نہیں چھوڑ سکتا، کیونکہ یہ میری ملکیت نہیں، بلکہ امت اسلامیہ کی ملکیت ہے۔ میری امت نے اس سرزمین کے لئے جنگیں لڑیں اور اسے اپنے خون سے سیراب کیا.. یہود اپنے لاکھوں اپنے پاس ہی رکھیں اور اگر کسی دن خلافت ختم ہو گئی تو وہ فلسطین کو بغیر کسی قیمت کے لے سکتے ہیں، لیکن میرے جیتے جی ایسا ہرگز نہیں ہوگا..." ! خلیفہ گہری نظر، فراست اور دور اندیشی رکھتے تھے۔ وہ اپنے نکتہ نظر میں نہایت مخلص تھے۔ خلافت کے انہدام کے بعد، فلسطین کو بغیر کسی مول کے یہودیوں کے حوالے کر دیا گیا! پس اس طرح فلسطین کو ہڑپ کر لینے اور اس کے لوگوں کی بے گھری اور قتل و غارت کی کہانی شروع ہوئی اور خلیفہ عبدالحمید رحمتہ اللہ علیہ کو جس چیز کا ادراک تھا، وہی ہوا۔ پس مغرب کی قیادت میں جن کی اس وقت سربراہی برطانیہ کر رہا تھا، اس وقت کے عرب اور ترک غداروں سے مل کر (1342ھ - 1924ء) کو خلافت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ خلافت کا خاتمہ ہی فلسطین میں اس شیطانی یہودی وجود کی تخلیق کا اصل سبب تھا۔

2۔ پھر دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ اس معاملے میں شامل ہو گیا اور اس نے نومبر 1947 میں سلامتی کونسل کی قرارداد نمبر 181 کے ذریعے فلسطین کو تقسیم کرنے میں مؤثر کردار ادا کیا... امریکہ نے یہودی صیہونیت کو اپنانے میں برطانیہ اور پورے یورپ سے مقابلہ کرنا شروع کر دیا۔ بائیڈن نے وائٹ ہاؤس میں یہودی فیسٹیول آف لائٹس (حانوکا) کے تہوار کے استقبالیہ میں دیے گئے ایک خطاب میں کہا: "صیہونی بننے کے لیے آپ کا یہودی ہونا

ضروری نہیں ہے، اور میں ایک صیہونی ہوں"۔(whitehouse.gov؛الشرق الاوسط، 2023/12/11)۔

جب امریکی صدر بائیڈن نے الاقصیٰ فلڈ آپریشن کے بعد 18 اکتوبر 2023ء کو تل ابیب کا دورہ کیا تو وہاں کے حکام سے ملاقات کی اور کہا: ''اگر 'اسرائیل' موجود نہ ہوتا تو ہمیں اسے ایجاد کرنا پڑتا... 'اسرائیل' ضرور بالضرور یہودیوں کے لیے دوبارہ ایک محفوظ جگہ بنے گا''۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس ہفتے امریکی کانگریس سے اسرائیل کے لیے ایک شاندار امدادی پیکج کا مطالبہ کریں گے۔ ''ہم ایسا نہیں کریں گے کہ ہم ساتھ تو کھڑے ہوں اور کچھ بھی نہ کریں، نہ ہی آج، نہ ہی کل بلکہ کبھی بھی نہیں''(الجزیرہ، 19 اکتوبر، 2023)۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ امریکہ ہی ہے جو یہ جنگ لڑ رہا ہے، اور یہ کہ یہودی وجود بیرونی حمایت، خاص طور پر مسلسل امریکی حمایت کے بغیر جنگ جاری نہیں رکھ سکتا تھا۔ یہودی وجود اپنی فطرت کے اعتبار سے ایک ایسا وجود ہے جو خود اپنے پاؤں پر کھڑا رہنے کے قابل نہیں ہے۔ یہودی وجود خود اپنے ہاتھوں اپنی ناکامی کی داستان لکھ رہا ہے کیونکہ وہ لوگوں کے سہارے (مدد) کے علاوہ لڑنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، جیسا کہ القوی العزیز نے ارشاد فرمایا :

﴿ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِنَ اللهِ وَحَبْلٍ مِنَ النَّاسِ﴾

''یہ جہاں بھی پائے جائیں، ان پر ذلت مسلط کر دی گئی ہے، سوائے اس کے کہ انہیں اللہ کی طرف سے سہارا مل جائے یا لوگوں کی طرف سے سہارا مل جائے''(آل عمران: 3:112)۔

انہوں نے اللہ کی رسی کو کاٹ دیا ہے اور اب ان کے لیے امریکہ اور یورپ کے لوگوں اور ان کے ایجنٹوں کی یعنی مسلم ممالک کے غدار حکمرانوں کی رسی ہی واحد سہارا ہے، وہ مسلم حکمران جو یہودیوں کی وحشیانہ جارحیت کے سامنے انگلی تک نہیں اٹھاتے، بلکہ ان حکمرانوں میں خود کو سب سے بہتر وہ گردانتا ہے جو بس کھڑا ہو اور شہداء اور زخمیوں کی گنتی کرتا رہے! **اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے** کہ امریکہ یہودی وجود کو اپنے بنیادی اڈے کے طور پر دیکھتا ہے جس کے ذریعے وہ امت مسلمہ سے جنگ لڑ رہا ہے تاکہ وہ اس کے اتحاد اور اس کی ریاست یعنی خلافت کے قائم ہونے سے روک سکے۔

3۔یہودی وجود 15 اگست، 2005ء کو غزہ سے انخلاء کے بعد سے ایک سے زیادہ بار غزہ پر وحشیانہ جارحیت کر چکا ہے، یہاں تک کہ 7 اکتوبر 2023 کو آپریشن طوفان الاقصیٰ وقوع پذیر ہوا، جو دشمن کے لیے ایک دھچکا تھا جب مجاہدین نے اس کی چھاؤنیوں کے اندر تک گھس کر قلعہ بندی کر لی اور تقریباً 1,200 کے لگ بھگ اس کے سینکڑوں سپاہیوں کو ہلاک کر دیا۔ مجاہدین نے یہود کے کئی سپاہیوں کو گرفتار کر لیا۔ دشمن نے غزہ پر انتہائی حد تک وحشیانہ جوابی کارروائی شروع کر دی، جو 5 ماہ سے زائد عرصے سے جاری ہے۔ اس نے اس کی زیادہ تر عمارتوں کو تباہ کر دیا، ہسپتالوں کو نشانہ بنایا، مریضوں کو ہلاک کر دیا، اور انہیں زندہ بلڈوز کر دیا، اس کے ساتھ ہی ان سکول بھی مسمار کر دیئے جن کی طرف غزہ کے لوگوں نے بھاگ کر پناہ لی تھی۔ شہداء کی تعداد 31 ہزار سے تجاوز کر گئی جن میں زیادہ تعداد بچوں اور خواتین کی تھی اور زخمیوں کی تعداد 70 ہزار سے زائد ہو گئی۔ دشمن نے فاقہ کشی کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے امداد، خوراک، پانی اور بنیادی سامان کو لوگوں تک پہنچنے سے روک دیا تاکہ مجاہدین پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ قیدیوں کو رہا کر دیں۔ یہود کی جنگ حقیقی معنوں میں نسل کشی کی جنگ ہے۔ مغرب، امریکی اور یورپی فریقوں اور ان کے پیروکاروں کی حمایت سے ہی یہود کو ایسا کرنے کی ترغیب دی گئی۔ مغرب کے رہنما غزہ پر جاری نسل کشی کی جنگ میں یہودی وجود کی مکمل حمایت کا اظہار کرنے کے لیے یہودی وجود سے بار بار ملاقاتیں کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔

4۔ عرب اور اسلامی ممالک کی حکومتوں کی خاموشی سے بھی یہود کو جرأت اور حوصلہ افزائی ملی۔ غزہ کے لوگوں کی حمایت کے لیے فوجوں کو حرکت میں لانے کے بجائے، ان ممالک میں سے بعض نے مجاہدین کے حملے کی مذمت کی اور یہودی وجود کے ساتھ اپنے تعلقات ایسے جاری رکھے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں، اور تعلقات کو معمول پر لانے والے پرانے اور نئے ممالک نے دشمن کے ساتھ اپنے تعلقات کو معمول پر لانے کا سلسلہ جاری رکھا، اور تعلقات منقطع نہیں کیے اور نارملائزیشن جیسے غداری پر مبنی عمل کو ترک نہیں کیا۔ انہوں نے یہودی وجود کے ساتھ معاہدوں اور تعاون کے معاہدوں کو منسوخ نہیں کیا، جیسے مصری حکومت کے ساتھ کیمپ ڈیوڈ کا معاہدہ یا اردنی حکومت کے ساتھ وادی عربہ کا معاہدہ، اور اس کے علاوہ دیگر معاہدے۔ یعنی ان حکمرانوں نے جنگ کی کم سے کم حالت کا بھی خیال نہ رکھا۔ نیز یہ کہ ان میں سے کئی ممالک کے "اسرائیل" کے ساتھ تجارتی تعلقات، یہودی وجود کی وحشیانہ جارحیت کے

بعد بھی قطعی متاثر نہیں ہوئے۔ 11 جنوری، 2024ء کو ترکی کے وزیر ٹرانسپورٹیشن عبدالقادر اورالوگلو نے اعتراف کیا کہ (7 اکتوبر سے 31 دسمبر 2023 تک تقریباً 701 بحری جہاز ترکی کی بندرگاہوں سے 'اسرائیل' کے لیے روانہ ہوئے، یعنی اوسطاً روزانہ تقریباً 8 جہاز روانہ ہوئے" (الجزیرہ، 11 جنوری، 2024)۔ درحقیقت، ان میں سے کچھ ممالک نے غزہ کے خلاف جارحیت کا جواب دینے کے لئے نہ صرف غزہ کی حمایت کرنے کا کوئی اعلان نہ کیا بلکہ انہوں نے اپنے فوجیوں کی حمایت کرنے کے لئے یہودی وجود کے خلاف جنگ کا اعلان بھی نہ کیا۔ یہودی وجود نے شام میں ایرانی مقامات کو نشانہ بناڈالا اور اس کے بہت سے فوجیوں کو مار دیا، لیکن ایران نے اس کے خلاف کوئی اعلان جنگ نہ کیا!

5۔ امریکہ اپنے بیانات کو دو ریاستی حل پر مرکوز رکھتا ہے، جبکہ وہ یہودی وجود کے لیے فکر مند ہے اور اس کے تمام سفاکانہ نوعیت کے اقدامات کا دفاع کرتا ہے اور اس کی حمایت کرتا ہے، لیکن امریکہ کو خدشہ ہے کہ کہیں وہ اپنی اخلاقی حیثیت کو کھو نہ دے، گویا جیسے امریکہ کی کوئی اخلاقی حیثیت موجود ہو! امریکہ کے صدر، بائیڈن نے کہا، ”ہمیں 6 اکتوبر کی سی حالت پہ واپس نہیں جانا ہے، یعنی کہ حماس اب 'اسرائیل' کو مزید دہشت زدہ نہیں کر سکتی... اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ جب یہ بحران ختم ہو جائے گا تو اس کے بعد کے لیے ایک واضح وژن ہونا چاہیے کہ اب کیا کرنا ہے، اور ہمارے خیال میں، یہ واضح وژن 'دو ریاستی حل' ہونا چاہیے... اس کا مطلب ہے کہ تمام فریقین کا اس وژن پر مرتکز ہو کر کوششیں کرنا“ (CNN ویب سائٹ، 25 اکتوبر، 2023)۔ امریکی صدر نے 12 دسمبر، 2023ء کو یہ بھی کہا: (”دنیا بھر میں ایک حقیقی تشویش یہ بھی پائی جاتی ہے کہ امریکہ اپنا اخلاقی جواز کھو رہا ہے... 'اسرائیل' کی حمایت کرنے کی وجہ سے“ (الجزیرہ، 12 دسمبر، 2023))۔

تاہم، انہوں نے امریکہ کی پالیسی پر زور دیتے ہوئے کہا، (" یہ ایک ریڈ لائن ہے لیکن میں کبھی بھی اسرائیل کو نہیں چھوڑوں گا۔ اسرائیل کا دفاع اب بھی اہم ہے۔ اس لیے کوئی ریڈ لائن ایسی نہیں ہے (کہ جس میں) میں تمام اسلحہ کی فراہمی دوں تاکہ ان کے پاس اپنی حفاظت کے لئے آئرن ڈوم (Iron Dome) نہ رہے" (MSNBC چینل، 9 مارچ، 2024)۔

اس طرح بائیڈن کے انتخابی مخالف ٹرمپ سے قربت کی وجہ سے نیتن یاہو اور بائیڈن کے تعلقات میں تناؤ کے باوجود، امریکہ یہودی وجود کا زبردست حامی ہے۔

6۔امریکہ یہودی وجود کو بھی دو ریاستی حل کو قبول کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے سعودی حکومت کو یہودی وجود کو تسلیم کرنے اور اس کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے کے لیے بھی کام کر رہا ہے۔ سعودی وزیر خارجہ فیصل بن فرحان السعود نے ڈیووس کانفرنس میں کہا ("اگر فلسطین کا مسئلہ حل ہو جائے تو سعودی عرب 'اسرائیل' کے ساتھ امن تعلقات قائم کر سکتا ہے..." (دی انڈیپنڈنٹ، 20 جنوری، 2024))۔اس سے قبل سعودی حکومت کے ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے 21 ستمبر، 2023 کو امریکی فاکس نیوز نیٹ ورک کے ساتھ ایک انٹرویو میں کہا تھا: "ہر گزرتے دن کے ساتھ ہم 'اسرائیل' کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے کے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں"۔ 26 ستمبر، 2023 کو، فلسطینی اتھارٹی کے صدر محمود عباس نے سعودی سفیر، نائف السدیری کا رملہ میں واقع اپنے ہیڈ کوارٹر میں استقبال کیا، جو یہودی وجود کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے کے لیے پیش کش کے طور پر، فلسطین میں غیر معمولی سفیر اور غیر مقامی کمشنر اور القدس (یروشلم) میں قونصل جنرل ہونے کے بہانے، یہودی مشاہداتی مقام کے ذریعے مغربی کنارے میں پہنچے تھے!

دوم: اب ہم سوال کے دوسرے حصے کی جانب آتے ہیں جو غزہ کی جنگ کے خاتمے کے بعد امریکی اور یہودی وجود کے متوقع منصوبوں کے بارے میں ہے:

1۔دو ریاستی حل کے فریم ورک کے اندر رہتے ہوئے غزہ کی پٹی کو فلسطینی اتھارٹی کے حوالے کر دینا۔ اس حل کا مطالبہ امریکہ نے الفاظ سے کیا ہے، نہ کہ عمل سے، یعنی امریکہ الفاظ سے کھیل رہا ہے۔ بائیڈن چاہتا ہے کہ فلسطین کو ایک غیر مسلح ریاست بنا دیا جائے، یعنی یہ ایک خود مختار ریاست نہ ہو۔ (امریکی صدر جو بائیڈن نے گزشتہ کل یعنی جمعہ کو کہا کہ انہوں نے 'اسرائیلی' وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو کے ساتھ دو ریاستی حل پر بات چیت کی، اور نیتن یاہو نے اس حل پر کوئی اعتراض نہیں کیا... یہ نوٹ کراتے ہوئے کہ اقوام متحدہ میں کئی ممالک ایسے ہیں جن کی اپنی کوئی مسلح افواج

نہیں ہیں، بائیڈن نے اپنے بیان میں صحافیوں کو مزید کہا کہ دو ریاستی حل کے بہت سے نمونے موجود ہیں" (الجزیرہ، 4 جنوری، 2024))۔ یعنی بائیڈن ایک ایسی ریاست کی طرف اشارہ کر رہا ہے جس کی اپنی کوئی مسلح افواج نہ ہوں! تاہم، یہودی وجود اس امریکی منصوبے سے بھی اتفاق نہیں کرتا۔ (اس کے بعد اناد ولو نیوز ایجنسی کے ساتھ ایک پریس کانفرنس میں، نیتن یاہو نے زور دیا کہ تل ابیب "یکطرفہ طور پر ایک فلسطینی ریاست کے قیام کو یکسر مسترد کرتا ہے" (اناد ولو، 18 فروری، 2024))۔ بہر حال، امریکی انتظامیہ کی طرف سے تجویز کردہ دو ریاستی حل کو کسی صورت بھی امریکی کارروائی کے بغیر سنجیدگی سے نافذ نہیں کیا جا سکتا... اور بائیڈن انتظامیہ آئندہ امریکی صدارتی انتخابات کی وجہ سے نیتن یاہو اور ان کی حکومت پر دباؤ نہیں ڈال رہی ہے، کیونکہ بائیڈن کو انتخابات میں یہودیوں کے ووٹوں اور انتخابی مہم کے لیے یہودی لابی کے پیسے کی ضرورت ہے، خاص طور پر اس وقت جبکہ ان کے مدمقابل ٹرمپ ہے، جو یہودی وجود کی بھرپور حمایت کرتا ہے... جہاں تک یورپ اور برطانیہ کا تعلق ہے، تو وہ امریکہ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ جہاں تک مسلم ممالک کے حکمرانوں کے دو ریاستی حل کے مطالبے کا تعلق ہے، تو یہ ایک غداری ہے جو امریکہ کی متعین کردہ حدود سے تجاوز نہیں کرتی ہے یعنی بغیر فوج اور بغیر خود مختاری کے ایک ریاست کا مطالبہ کرنا، جو کہ اپنی پابندی آپ کرنے کے مترادف ہے!

2- غزہ کی پٹی پر یہودی وجود کا دوبارہ قابض ہونا۔ قومی سلامتی کے وزیر بین گویر Ben Gvir اور وزیر اقتصادیات سموٹریچ Smotrich اس منصوبے کے سب سے پرجوش حامیوں میں سے ہیں۔ ان دونوں انتہائی دائیں بازو کے وزراء کا کہنا یہ ہے کہ یہودی شہریوں کے ساتھ ساتھ قابض فوجیوں کو بھی غزہ کی پٹی کے اندر ہونا چاہیے اور غزہ کی پٹی پر کنٹرول برقرار رکھنے کا یہی واحد طریقہ ہے۔ (بین گویر، جو نیتن یاہو کے دائیں بازو کے اتحاد میں چھوٹی قوم پرست جماعتوں میں سے ایک کی قیادت کر رہے ہیں، نے ایک کانفرنس میں کہا کہ یہودی آباد کاروں اور فوج کی واپسی ہی اس بات کو یقینی بنانے کا واحد راستہ ہے کہ حماس کے جنگجوؤں کی طرف سے 'اسرائیل' پر شروع کیے گئے کسی بھی تباہ کن حملے کو روکا جا سکے۔ اور 7 اکتوبر کے واقعہ کو دہرایا نہیں جائے گا۔ (رائٹرز، 29 جنوری، 2024))۔ تاہم، امریکہ اور یہودی عوام، دونوں ہی اس رائے کی حمایت نہیں کرتے (امریکی وزیر خارجہ، انتھونی بلنکن نے بدھ کے روز اس بات

کی تصدیق کی کہ 'اسرائیل'، جنگ کے خاتمے کے بعد جو وہ اس وقت حماس کے خلاف لڑ رہا ہے، غزہ کی پٹی پر "قبضہ نہیں کر سکتا"۔ انہوں نے مزید کہا: "حقیقت یہ ہے کہ تنازعہ کے اختتام پر کچھ عبوری دور کی ضرورت ہو سکتی ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ غزہ اور مغربی کنارے میں حکمرانی کے لیے مرکز کی حیثیت فلسطینی عوام کی ہو، اور ہم دوبارہ قبضہ ہوتا نہیں دیکھ رہے" (گارڈین؛ الحرہ، 8 نومبر، 2023)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غزہ پر دوبارہ قبضہ کرنے سے یہودی وجود کے لیے اخراجات میں اضافہ ہو گا اور فوجی اور اقتصادی نقصان الگ ہو گا۔

3۔ **غزہ پر حماس کے کنٹرول کا تسلسل رہنا۔** امریکہ، یورپ اور یہودی وجود نہیں چاہتے کہ حماس غزہ میں بر سر اقتدار رہے، کیونکہ ان کا خیال ہے کہ یہ 7 اکتوبر جیسے حملوں کے دہرائے جانے کا باعث بنے گا۔ بلنکن نے ٹوکیو میں صحافیوں کو بتایا: "غزہ ... حماس کے زیر انتظام نہیں چل سکتا، کیونکہ اس کا مطلب محض 7 اکتوبر جیسے واقعہ کو دہرانے کی دعوت دینا ہے" (Stategov؛ گارڈین، 8 نومبر، 2023)۔ گیلنٹ نے کہا، "جنگ کے بعد، حماس غزہ کی پٹی کو کنٹرول نہیں کرے گی... بلکہ تل ابیب غزہ کو ایک بین الاقوامی ادارے سے کنٹرول کرنے کی تیاری کر رہا ہے" (انادولو، 18 دسمبر، 2023)۔

4۔ **غزہ کی پٹی میں سکیورٹی کو یہودی وجود کی فوج سے ایک عالمی فورس کی طرف منتقل کرنا۔** خاص طور پہ کچھ امریکی سیاست دانوں کی طرف سے جس بات پر بحث کی گئی، وہ یہ کہ غزہ میں بین الاقوامی فورسز کی موجودگی ہو جن میں عرب ممالک اور دیگر ممالک کی افواج شامل ہوں۔۔۔ اور یہ بات میڈیا سے شائع ہوئی...

(وال اسٹریٹ جرنل کے مطابق، جن عرب ممالک نے 'اسرائیل' کے ساتھ امن کے معاہدوں یا معمول پر لانے کے معاہدوں پر دستخط کیے ہیں ان کو غزہ کے لیے سکیورٹی فورس فراہم کرنے یا اس کی نگرانی کرنے کے لیے قائل کرنا، لیکن اس کے لیے کچھ ممالک یا تنظیموں کو انتظامی ذمہ داریاں سنبھالنے اور سکیورٹی کی نگرانی کی ضرورت ہو گی۔ اخبار کہتا ہے کہ کچھ عرب پڑوسی ہچکچا رہے ہیں... (الحرہ، 3 نومبر، 2023))۔ یہ بحث دوبارہ دہرائی گئی اور رشیا ٹوڈے نے 4 دسمبر 2023 کو اس موضوع کو دوبارہ اس طرح شائع کیا: "واشنگٹن غزہ کی پٹی میں سکیورٹی کی 'اسرائیلی' فوج سے بین الاقوامی فورس کو منتقلی کی حمایت کرتا ہے، جسے شاید کچھ عرب ممالک نے تشکیل دیا ہو، لیکن 'اسرائیل' اس

متنازعہ علاقے میں اقوامِ متحدہ کی امن فوج کی تعیناتی کے منظر نامے سے اتفاق نہیں کرتا، اور 'اسرائیل' کو اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے بین الاقوامی تنظیم کی صلاحیت پر بھروسہ نہیں ہے۔

5۔ مغربی کنارے کے ساتھ اتحاد کے بغیر غزہ میں سول انتظامیہ کو فلسطینیوں کے حوالے کرنا، لیکن سکیورٹی بہرحال یہودی وجود کے ہاتھ میں رہے گی، جیسا کہ مغربی کنارے میں ہے۔ الجزیرہ نے 27 فروری، 2024 کو شائع کیا کہ 23 فروری 2024 کو، یہودی وجود کے وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو نے غزہ کے لیے "آئندہ دن" کا منصوبہ منی وزارتی کونسل برائے سلامتی اور سیاسی امور کو پیش کیا۔ (بینجمن نیتن یاہو نے اپنی حکومت کے ارکان کے سامنے جو منصوبہ پیش کیا تھا اس میں غزہ کی پٹی کے مستقبل کے حوالے سے بہت سی تفصیلات شامل تھیں۔ **سکیورٹی کے شعبے میں** اس کے سب سے اہم نکات میں سے ایک یہ ہے کہ: 'اسرائیل' کسی بھی وقتی پابندی کے بغیر غزہ کی پٹی کے تمام علاقوں میں فوجی اور سکیورٹی کارروائی کرنے کی آزادی کو برقرار رکھے گا اور 1948 کے مقبوضہ فلسطین کے ساتھ اپنی سرحدوں کے اطراف غزہ کی پٹی کے اندر ایک سکیورٹی بیلٹ قائم کرے گا... نیز اس کے علاوہ، 'اسرائیل' غزہ کی پٹی کو غیر مسلح کر دے گا، اور اس سے کسی بھی قسم کی فوجی صلاحیت کو ختم کر دے گا، سوائے اس کے کہ عوامی سطح پر تحفظ کو برقرار رکھنے کے لیے جس قدر ضرورت ہو۔...)

6۔ امریکی اور یہودیوں کے منصوبوں کے سابقہ امکانات کو مدِنظر رکھتے ہوئے، سب سے زیادہ امکان یہی ہے کہ جس پر عملی جامہ پہنانے کی وہ منصوبہ بندی کر رہے ہیں وہ اوپر (5) نمبر پوائنٹ میں بیان کیا گیا ہے؛ یعنی کہ غزہ، مغربی کنارے کے ساتھ متحد نہ ہو، بلکہ ان میں سکیورٹی اور فوجی طریقہ کار ایک جیسے ہوں: ('اسرائیل' غزہ کی پٹی کے تمام علاقوں میں بغیر کسی وقتی پابندی کے فوجی اور سکیورٹی کارروائی کی آزادی کو برقرار رکھے) خاص طور پر تب جبکہ یہودی مغربی کنارے میں اس منصوبے پر عمل درآمد کر رہے ہوں۔ یہ بتایا گیا ہے کہ نیتن یاہو نے یہ منصوبہ امریکی حکام کے سامنے پیش کیا تھا اور ممکن ہے کہ اسے ان کی منظوری مل گئی تھی (یہ دعویٰ کیا گیا کہ نیتن یاہو نے اس بات کو یقینی بنایا کہ اس نے جو منصوبہ تیار کیا ہے وہ مشرقِ وسطیٰ کے مستقل حل کے لیے امریکی منصوبے سے مطابقت رکھتا ہو، اور یہ کہ اس منصوبے کے بارے میں اسٹریٹیجک امور کے وزیر، رون ڈرمر کے ذریعے، امریکہ سے مشاورت کی گئی

تھی، جو 'اسرائیلی' جنگی منی کابینہ کے رکن ہیں، اور ان کے واشنگٹن کے ساتھ قریبی تعلقات ہیں۔(NTV، 31 جنوری، 2024)۔یعنی امریکہ، نیتن یاہو کے منصوبے سے پہلے سے ہی آگاہ تھا۔

جہاں تک بائیڈن کے دو ریاستی حل کے بارے میں بیان دہرانے کا تعلق ہے، وہ کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ بلکہ، جیسا کہ ان کے پچھلے بیان میں کہا گیا ہے، جو کہ پوائنٹ (1) میں ہے کہ (یہ نوٹ کراتے ہوئے کہ اقوام متحدہ میں کئی ممالک ایسے ہیں جن کی اپنی کوئی مسلح افواج نہیں ہیں، بائیڈن نے اپنے بیان میں صحافیوں کو مزید کہا کہ "دو ریاستی حل کے بہت سے نمونے موجود ہیں..." (الجزیرہ، 4 جنوری، 2024))۔ بائیڈن نے غزہ کی پٹی کے غیر مسلح کیے جانے کی طرف اشارہ کیا، اور اسے دو ریاستی حل سے قبل ہی اس عبوری مرحلے پر کوئی اعتراض نہیں ہے، جیسا کہ نکتہ (2) میں اس کے بیان میں ہے کہ: ("حقیقت یہ ہے کہ تنازعہ کے اختتام پر کسی عبوری دور کی ضرورت ہو سکتی ہے..." (گارڈین؛ الحرہ، 8 نومبر، 2023))۔

سوم: وہ حقیقی شرعی حل جس پر عملدرآمد کرنا لازم ہے:

1۔ مندرجہ بالا باتوں پر غور کرنے کے بعد امریکی اور یہودی وجود کے منصوبوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مغربی کنارے اور غزہ کو غیر مسلح بنانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں اور یہ کہ ان میں سکیورٹی کی خود مختاری یہودیوں کے ہاتھ میں رہے گی۔ چاہے یہ کام ایک ریاست کے نام پر ہو یعنی خواہ وہ ان میں مرحلہ وار الحاق کے ذریعے ہو جیسا کہ امریکہ چاہتا ہے، یعنی مغربی کنارہ عبوری مرحلے میں غزہ سے الگ رہے اور پھر غزہ اور مغربی کنارے کا الحاق کر دیا جائے، جس میں کوئی فوج نہ ہو۔ یا پھر چاہے یہ کام ویسے ہو جیسا کہ یہودی ریاست چاہتی ہے، یعنی کہ شروع میں اور آخر میں غزہ کو مغربی کنارے سے الگ رکھا جائے، اور دونوں مرحلہ پر کوئی افواج نہ ہوں اور بہر حال ان علاقوں میں حقیقی خود مختاری یہودیوں کے پاس رہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امریکہ اور یہودی جو منصوبہ بندی کر رہے ہیں وہ زہر آلود ہے اور اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مؤمنین کے ساتھ دھوکا ہے۔ اگرچہ اس میں کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے کہ یہود اور امریکہ اس کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں کیونکہ وہ تو دشمن ہی ہیں، لیکن کیا عجب بات ہے کہ مسلم ممالک کے حکمرانوں

میں سے کوئی بھی اپنی افواج کو حرکت میں لانے کے لئے پہل نہیں کر رہا، خاص طور پر فلسطین کے خطے کے حکمران، تاکہ افواج غزہ، اس کے لوگوں، الاقصیٰ اور اس کے اطراف کی مدد کریں، یہودی وجود کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں اور پھر پورے فلسطین کو اس کے لوگوں کو لوٹا دیں۔ کیا وہ جنہوں نے مسلمانوں کی سرزمین پر قبضہ کیا اور اس کے لوگوں کو وہاں سے نکال دیا ہو وہ اس لائق نہیں کہ مسلمانوں کی افواج ان سے لڑیں اور ان کو وہاں سے اسی طرح نکال دیں جس طرح انہوں نے اس کے لوگوں کو نکالا تھا؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

﴿وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ﴾

"اور ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے وہاں سے تم بھی ان کو نکال دو" (البقرۃ: 2:191)

حکمرانوں کو اس کا احساس کیسے نہیں ہو رہا؟ بلکہ ان کی ذلت نے ان پر قابو پالیا ہے، کیونکہ وہ کافر استعمار بالخصوص امریکہ کی اطاعت کرتے ہیں اور وہ اپنے ناجائز اقتدار کو بچانے کے لیے اس کے کسی حکم سے انکار نہیں کرتے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

﴿قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ﴾

"اللہ ان کو ہلاک کرے، یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں" (سورۃ المنافقون: 4)

2۔ اس جنگ نے دو اہم باتیں ظاہر کیں ہیں: **پہلی** یہودیوں کی کمزوری اور ان کی رسوائی، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے:

﴿ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ﴾

"ان پر ہر جگہ ذلت مسلط کر دی گئی ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی یا لوگوں کی پناہ میں ہوں" (آل عمران: 3:112)

انبیاء کے بعد اللہ کی پناہ والا معاملہ تو ختم ہو چکا اور اب ان یہود کے پاس سوائے لوگوں کی پناہ یعنی امریکہ اور اس کے پیروکاروں کی پناہ کے کچھ بھی باقی نہیں ہے اور وہ ایک ایسی قوم ہیں جو جنگ کرنے یا فتح حاصل کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں۔۔اور دوسری **مسلم ممالک کے حکمرانوں کی غداری** ہے، کیونکہ جو کچھ رونما ہو رہا ہے وہ اس کو دیکھ رہے ہیں اور ان میں جو اپنے آپ کو بہتر گردانتے ہیں وہ ایسے ہیں کہ فقط شہداء اور زخمیوں کی گنتی کرتے رہتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

﴿صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ﴾

"بہرے، گونگے، اندھے ہیں، پس وہ نہیں لوٹیں گے"(البقرۃ:2:18)

یہ دونوں باتیں، مسلم افواج میں موجود مخلص اہل قوت کو پکار رہی ہیں کہ وہ فلسطین پر قابض یہودیوں سے قتال کرنے کے، اللہ کی طرف سے عائد، فرض کو پورا کرنے کے لیے عام تحریک کا اعلان کریں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

﴿وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللهِ مَا لَا يَرْجُونَ﴾

"اور کافروں کا پیچھا کرنے میں سستی نہ کرو، اگر تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو انہیں بھی ویسی ہی تکلیف پہنچتی ہے جیسی تمہیں پہنچتی ہے، اور تم اللہ سے وہ امید رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے"(النساء:4:104)

اس طرح آپ ان کے وجود کو مٹا دیں اور یہ بات اللہ کے نزدیک ان یہودیوں کے جنگ جیت جانے سے زیادہ آسان ہے اور اس طرح اللہ کا وعدہ پورا ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

﴿فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيراً﴾

”پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا کہ وہ تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں اور جس طرح پہلی دفعہ مسجد (بیت المقدس) میں داخل ہو گئے تھے اسی طرح پھر اس میں داخل ہو جائیں اور جس چیز پر غلبہ پائیں اُسے تباہ کر دیں“(بنی اسرائیل؛17:7)

لہٰذا غزہ میں اپنے بھائیوں کا ساتھ دینے کے لیے نکلیں، اور اگر مسلم ممالک میں جبر پہ قائم حکومتیں آپ کے خلاف کھڑی ہو جائیں تو ان کو ہر طرح سے روند ڈالیں... اور ان کی جگہ پہ اللہ کا حکم یعنی نبوت کے طریقے پر خلافت کو قائم کریں، جو کہ رسول اللہ ﷺ کی بشارت ہے، **«ثُمَّ تَكُونُ مُلْكاً جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، ثُمَّ سَكَتَ»** **"پھر ظلم وجبر کی حکمرانی کا دور ہو گا اور یہ بھی تب تک رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ اسے بھی اٹھا لے گا، پھر نبوت کے طریقے پر خلافت ہو گی، پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے"** (مسند الامام أحمد)۔

اس کے بعد خلیفہ، اس کے معاونین اور اسلام کے سپاہی، اعلیٰ ترین عہدے سے لے کر ادنیٰ درجے تک، سب اللہ اکبر پکارتے ہوئے ایک فتح سے دوسری فتح کی طرف بڑھیں گے اور امت ان کے ساتھ اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرے گی۔ وہ اپنے رب کی نصر کی بدولت مضبوط اور اپنے دین کی بدولت عزت دار ہوں گے، اور پھر کسی دشمن کو، اسلام کی سرزمین پر کوئی ریاست قائم کرنے کی جرأت نہیں ہو گی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

﴿وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ * بِنَصْرِ اللهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾

”اور اس دن مؤمنین خوش ہو جائیں گے، اللہ کی مدد سے، وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب اور مہربان ہے“(الروم؛30:4،5)

12 رمضان المبارک 1445ھ

بمطابق، 22 مارچ، 2024ء

فہرست

میڈیا پیغام:: غزہ میں معصوم بچے زندہ رہنے کے لیے جانوروں کا چارہ کھانے پر مجبور ہیں!

شعبۂ خواتین، حزب التحریر کا مرکزی میڈیا آفس

بی بی سی (BBC) نے شمالی غزہ میں پھنسے ہوئے لوگوں کے بارے میں خبر دیتے ہوئے یہ دستاویز جاری کی ہے کہ وہاں بچے کئی دن تک بغیر خوراک کے رہنے پر مجبور ہیں۔ یہودی وجود کی طرف سے امدادی قافلوں کو اکثر وہاں داخلے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اقوام متحدہ نے خبردار کیا ہے کہ شمالی غزہ میں چھوٹے بچوں میں شدید غذائی قلت تیزی سے بڑھ رہی ہے اور اب یہ 15% کی نازک حد سے تجاوز کر چکی ہے۔ اقوام متحدہ کی انسانی ہمدردی سے متعلق رابطہ کار ایجنسی، اوسی ایچ او (OCHO) کا کہنا ہے کہ گزشتہ ماہ شمالی غزہ میں نصف سے زیادہ امدادی مشنز کو رسائی نہیں دی گئی اور امداد کیسے اور کہاں دی جائے گی، اس سلسلے میں بھی یہودی افواج کی مداخلت بڑھتی جا رہی ہے۔

کچھ رہائشیوں نے اب زندہ رہنے کے لیے جانوروں کے چارے کو آٹے میں پیسنے کا سہارا لیا ہے، لیکن ان کا کہنا ہے کہ ان کے اناج کا ذخیرہ بھی اب ختم ہوتا جا رہا ہے۔ لوگوں نے پینے اور گھریلو استعمال کے لیے پانی کے پائپوں کی تلاش میں کھدائی کرنے کی کوششوں کو بھی بیان کیا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق 300,000 افراد غزہ کے شمالی علاقوں میں محصور ہیں اور وہ تقریباً مکمل طور پر امداد سے محروم ہیں۔ جس کے نتیجے میں اب قحط کا خطرہ بڑھتا جا رہا ہے۔

بیت لاہیا میں ایک مقامی طبّی امدادی کارکن، محمود شلابی نے بتایا ہے کہ لوگ جانوروں کے چارے کو آٹے میں پیس کر استعمال کر رہے ہیں، لیکن وہ بھی اب ختم ہو رہا ہے۔ "لوگوں کو وہ چارہ بھی اب بازار میں میسر نہیں ہے۔ یہ آج کل غزہ اور غزہ شہر کے شمال میں دستیاب نہیں ہے۔ ہمارے پاس جو کچھ تھا وہ دراصل نومبر میں چھ یا سات دن کی جنگ

بندی کے دوران حاصل کیا گیا تھا، اور شمالی غزہ میں بھی جو امداد آئی تھی وہ بھی اب تک ختم ہو چکی ہے۔ لوگ اس وقت جو کھا رہے ہیں وہ فقط چاول ہیں"۔

ورلڈ فوڈ پروگرام (WFP) نے بی بی سی (BBC) کو مطلع کیا ہے کہ یہودی وجود نے شمال کی طرف آنے والے آخری پانچ امدادی قافلوں میں سے چار کو روک دیا ہے، جس کے نتیجے میں غزہ شہر کو امداد کی ترسیل میں دو ہفتوں کا وقفہ آجائے گا۔ یہودی فوجی ایجنسی کے ترجمان، جو کہ غزہ میں امدادی سامان کی رسائی کو مربوط بنانے پر مامور ہے، نے سوچے سمجھے جھوٹ اور پروپیگنڈے پر مبنی بیان میں گزشتہ ماہ ایک بریفنگ میں کہا تھا کہ "غزہ میں کوئی فاقہ کشی نہیں ہے"۔ جبکہ کوگاٹ (COGAT) نامی اسرائیلی ایجنسی نے بارہا کہا ہے کہ وہ غزہ کے لیے بھیجی جانے والی انسانی امداد کو بالکل بھی نہیں روک رہی۔

ہم جانتے ہیں کہ غزہ کی صورتحال کی تلخ اور ہولناک حقیقت کو مسدود کیا جا رہا ہے کیونکہ زمینی حقائق اس کے بالکل الٹ صورت حال کو ثابت کر رہے ہیں۔

غزہ میں ہمارے پیارے، معصوم پاکیزہ اور محبوب بچوں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیسے ہو سکتا ہے؟ یقیناً مسلم ممالک کے حکمرانوں کو ان جرائم میں یہودی وجود کی مدد کرنے کے لیے جوابدہ ہونا ہو گا کیونکہ وہ مسلم افواج کو حرکت میں آنے سے روکے ہوئے ہیں۔ ہم بحیثیت اسلامی امت کبھی بھی اس برائی کو قبول نہیں کر سکتے جو مصنوعی ذاتی دفاع اور آزادی کے نام پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو چیلنج کرتے ہوئے پھیل رہی ہے۔ اے امت مسلمہ! ان بے حس حکومتوں کو للکارو اور خود کو شیطانی منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والی تاریخ سے دور رکھو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے رحم سے قیامت کے دن ہمیں اپنے سخت عذاب سے محفوظ رکھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، ﴿**أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ * وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّضِلٍّ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انتِقَامٍ * وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ * قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَى مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ * مَن يَأْتِيهِ**

عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ﴾ "کیااللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں اور یہ لوگ اس کے سوا دوسروں سے تم کو ڈراتے ہیں، اور اللہ جس کو گمراہ کردے اس کو کوئی راستہ دکھانے والا نہیں۔ اور اللہ جس کو ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، کیا اللہ زبردست، انتقام لینے والا نہیں۔ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ کہیں گے کہ اللہ نے کہو، تمھارا کیا خیال ہے، اللہ کے سوا تم جن کو پکارتے ہو، اگر اللہ مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کی دی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں، یا اللہ مجھ پر کوئی مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روکنے والے بن سکتے ہیں کہو کہ اللہ میرے لیے کافی ہے، توکل کرنے والے صرف اسی پر توکل کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ اے میری قوم، تم اپنی جگہ عمل کرو، میں بھی عمل کر رہا ہوں، تو تم جلد جان لوگے کہ کس پر رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے اور کس پر وہ عذاب آتا ہے جو کبھی ٹلنے والا نہیں"۔ (سورۃ الزمر: 36-40)

فہرست

نُصرۃ

نصرۃ وہ حکمِ شرعی ہے کہ جس پر آج سیاسی طور پر امت مسلمہ کے مستقبل کا دارومدار ہے کیونکہ نصرۃ کے ذریعے ہی اُس ریاستِ خلافت کا قیام عمل میں آئے گا جو ان غداریوں اور خیانتوں کے طویل سلسلے کا خاتمہ کرے گی جس کا امت کو سامنا ہے، جو اللہ کے نازل کردہ تمام تر احکامات کے ذریعے حکمرانی کا آغاز کرے گی، پوری امت مسلمہ کو ایک ریاست کے سائے تلے وحدت بخشے گی اور دعوت وجہاد کے ذریعے اسلام کے پیغام کو پوری دنیا تک لے جائے گی۔

نصرۃ کی دلیل ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے ملتی ہے کہ جب مکہ کا معاشرہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جامد ہو گیا تو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے حکم دیا کہ آپ مختلف قبائل پر اپنے آپ کو پیش کر کے اِن کی حمایت ونصرت طلب کریں۔

پس آپ ﷺ نے ابو طالب کی وفات کے بعد مختلف عرب قبائل کی طرف رجوع کیا یہاں تک کہ مدینہ کے اوس وخزرج قبائل کے سرداروں نے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ ﷺ کو نصرۃ دی اور اس نصرت کے نتیجے میں ہی بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا۔ اور یوں وہ رہتی دنیا تک انصار کے لقب سے پہچانے گئے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان کی افواج میں موجود مخلص افسران اپنے انصاری بھائیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خلافت کی دعوت کے علمبرداروں کو نصرۃ فراہم کریں، اس کفریہ سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کو اکھاڑ پھینکیں اور ایک خلیفہ رَاشد کو قرآن وسنت کے نفاذ پر بیعت دیں اور رسول اللہ ﷺ کی اس بشارت کے پورا کریں کہ جب آپ ﷺ نے فرمایا: **«ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ»** "پھر ظالمانہ حکمرانی کا دور ہو گا اور اس وقت تک رہے گا جب تک اللہ چاہیں گے۔ پھر اللہ اس کو ختم فرما دیں گے جب وہ چاہیں گے۔ اس کے بعد نبوت کے نقش قدم پر خلافت قائم ہو گی" (مسند امام احمد)